اسلام اور ویدک دھرم

خدا تعالیٰ جو علیم اور حکیم ہے اس نے دُنیا کو ظلمت و گمراہی کی تاریک و تار گھٹاؤں میں گھرا دیکھ کر اپنی سُنّتِ قدیمہ کے مطابق دُنیا سے جہالت کو متوّر کرنے کے لئے نورِ اسلام ظاہر کیا۔ یہ مذہب "فاران کی چوٹیوں پر (بائبل استشنا باب ۳۳ آیت ۲) سے تمام دُنیا پر چمکا۔ اور کروڑہا انسانوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کر کے منزلِ مقصود تک پہنچایا۔ تمام دُنیا کی متحدہ طاقتوں نے اِس نورِ خداوندی کو بُجھانے کی کوشش کی لیکن یہ بچے تلواروں کے سایہ میں پلا، پھلا اور پھولا۔ حتیٰ کہ ایک وقت آیا جب دُنیا کا کونہ کونہ اس "سراجِ منیر" (الاحزاب: ۴۶) کی ظلمت سوز ضیاء سے متوّر ہوگیا۔ ہزارہا مذاہب اس کے مقابل پر آئے مگر اسلام کے دلائل بیّنہ و براہین ساطعہ کے آگے سرنگوں ہوتے بغیر اُن کے لئے اور کوئی چارہ نہ تھا۔

وید جو ممکن ہے ابتدائے دُنیا میں جب انسانی دماغ نے ابھی منازلِ ارتقاء طے نہ کی تھیں (دیکھو ستیارتھ پرکاش مٹ دفعہ ۴، ۵ ۲۱) ابتدائی تعلیم دینے کے لئے نازل ہوئے ہوں، لیکن آج جبکہ ترقیٔ علوم سے انسانی دماغ ارتقاء کے بلند ترین مقام پر پہنچ چکا ہے۔ اس ویدک تعلیم کو عالمگیر اور قابلِ تتبع قرار دینا دسمبر میں برف بیچنے کے مترادف ہے۔

(۱) عالمگیر کامل الہامی کتاب کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے عالمگیر اور الہامی ہونے کا پہلے خود دعویٰ کرے اور پھر اس کے دلائل بھی خود ہی بیان کرے۔ قرآن کریم فرماتا ہے: اِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ (الشعرآء: ۱۹۳) کہ یہ کتاب خُدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ پھر فرمایا: نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ (سورۃ محمّد: ۳) کہ یہ کتاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے۔ پھر فرماتا ہے: لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا۔ (الفرقان: ۲) کہ قرآن مجید اس لیے نازل کیا گیا ہے تاکہ تمام دُنیا کے لوگوں کے لئے موجبِ ہدایت ہو۔ مگر اِس کے مقابل وید نہ تو اپنے الہامی ہونے کے مدعی ہیں اور نہ وہ اپنے ملہمین کا کچھ اتا پتہ بتاتے ہیں کہ وہ تھے کون؟ انسان تھے یا آگ، پانی، ہوا، سُورج؟ ان کی زندگی کیسی تھی؟ انھوں نے وید کی تعلیم پر کس طرح پر عمل کیا؟ کس طرح تبلیغ کی؟ تاکہ ہمارے لئے وید کی تحقیق کرنے کے لئے آسانی ہوتی۔ مگر ویدوں نے ان سب باتوں کو نظر انداز کر کے اپنے غیر مکمل ہونے کا کافی ثبوت بہم پہنچا دیا ہے، ایندریں صورت آریہ صاحبان کا وید کو کامل الہامی اور عالمگیر کتاب ثابت کرنا۔ "مدعی سست گواہ چست" بلکہ "مدعی مفقود اور گواہ موجود" کا مصداق ہے۔

(۲) وہی کتاب مکمل الہامی کہلا سکتی ہے جو اُس منبع ہدایت (خدا) کے متعلق نہایت اعلیٰ اور اکمل تعلیم دے۔ جو کتاب خدا تعالیٰ کو نہایت بھیانک شکل میں پیش کرتی ہے وہ کبھی الہامی نہیں ہو سکتی۔ قرآن شریف نے خدا تعالیٰ کی مختلف صفات بیان کر کے فرمایا: فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى۔ (بنی اسرائیل: ۱۱۱)

ہر قسم کی خوبیاں خدا تعالیٰ میں پائی جاتی ہیں اور خدا تعالیٰ ہر قسم کی بُرائی سے پاک ہے کیسی اعلیٰ اور اکمل تعلیم ہے۔

ویدوں کی خدا کے متعلق تعلیم ملاحظہ ہو :-

لاعلم خُدا :- خدا کہتا ہے :- "اس دُنیا میں پاپ اور پُن بھوگنے کے دو راستے ہیں۔ ایک عارفوں یا عالموں کا۔ دوسرا علم و معرفت سے معرّا انسانوں کا۔ مَیں نے یہ دُو رستے سُنے ہیں" (یجر وید 19/47 بحوالہ رگ وید آدی بھاشی بھومکا مترجم نہال سنگھ ص 122) پھر خدا پوچھتا ہے :- "اے بیاہے ہوئے مرد عورتو! تم دونوں رات کو کہاں ٹھہرے تھے اور دن کہاں بسر کیا تھا۔ اور کھانا وغیرہ کہاں کھایا تھا۔ تمہارا وطن کہاں ہے۔ جس طرح بیوہ (نیوگن) اپنے دیور (نیوگی خاوند) کے ساتھ شب باش ہوتی ہے اسی طرح تم کہاں شب باش ہوئے تھے" (رگ وید اشٹک ادھیائے 8 ورگ 18 منتر 2 بھومکا ص 125 و ستیارتھ پرکاش باب 4 دفعہ 130)۔

چور خُدا :- "اے اِندر دولتوں سے مالا مال پرمیشور! ہم سے الگ مت ہو۔ ہماری مرغوب سامانِ خوراک مت چُرا۔ اور نہ کسی اور سے چُروا" (رگ وید اشٹک سوکت 19 ترقی 8 آریہ بھونی ص 58 مصنفہ دیانند) تفصیل دوسری جگہ درج ہے۔ ~~~

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

(3) ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ ہر وہ چیز جو انسانی ہاتھ کی ایجاد ہو دوسرا انسان اس کی تعمیر کی طاقت رکھتا ہے۔ مگر صانع قدرت کی مصنوعات کو بنانے کی کوشش تضیعِ اوقات ہے۔ پس الٰہی کلام میں یہی مابہ الامتیاز ہے کہ وہ بے مثل ہوتا ہے۔ قرآن شریف نے ببانگِ دہل تمام دُنیا کو اپنے مقابل پہ بلاکر کہا قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا (بنی اسرائیل : 89) کہ اگر تمام جن اور انسان جمع ہو کر بھی قرآن کریم کی نظیر لانے کی کوشش کریں تو بھی اس کی مثل نہیں لاسکیں گے چنانچہ واقعات نے بتا دیا کہ قرآن کا یہ دعوےٰ کس قدر وزنی تھا اور 1300 سال تک کوئی اس مطالبہ کا جواب نہ دے سکا۔ پنڈت کالی چرن اور دھرم بھکشو نے چند غلط فقرات لکھ کر اندھوں میں کانا راجہ بننا چاہا مگر ایسی مونہہ کی کھائی کہ بولنے کا نام تک نہ لیا۔ مگر اس کے بالمقابل برہمنوں نے اتھروید کو اپنے پاس سے بنا کر رگ وید۔ سام وید اور یجر وید کے ساتھ ایسا ملا دیا کہ آریہ صاحبان اتھروید کو بھی باقی تینوں ویدوں کی طرح الہامی ماننے لگ گئے۔ حالانکہ باقی ویدوں میں اتھروید کا کہیں ذکر نہیں بلکہ وہاں صاف طور پر تین ہی ویدوں کا ہونا لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو :-

"ایک ایک وید کو۔۔۔۔۔ بارہ بارہ 12 12 سال ملکر چھتیس 36 سال میں ختم کریں" (ستیارتھ پرکاش ب 3 دفعہ 26) فرمائیے جناب! وید تین ہیں یا چار۔ بارہ سال میں ایک پڑھنے سے 36 سال میں کتنے وید ختم ہوتے تین یا چار؟ اور سُنیے :- "جس سبھا میں رگ وید۔ یجر وید۔ سام وید کے جاننے والے تین سبھاسد ہو کر آئین باندھیں" (منو 12-112 بحوالہ ستیارتھ پرکاش ب 6 صفحہ 12 و 131)۔

پھر یجروید ادھیائے ۳۶ کے پہلے منتر میں "رگ وید، سام وید اور یجروید" کا نام ہے۔ مگر اتھروید کا کہیں ذکر نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ اتھروید بعد میں برہمنوں نے باقی تینوں ویدوں میں ملا دیا ہے۔ پس وید بے مثل نہ رہے۔

(۴) کامل الہامی کتاب وہی ہو سکتی ہے جو عین فطرت انسانی کے مطابق تعلیم دے۔ قرآن کہتا ہے فِطْرَتَ اللهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا۔ (الروم ۳۱) کہ اسلام عین فطرتِ انسانی کے مطابق تعلیم دیتا ہے۔ مگر اس کے بالمقابل ویدک دھرم کی تعلیم فطرتِ انسانی کے سخت خلاف ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:۔

(ا) "بچوں سے لاڈ نہیں کرنا چاہیئے بلکہ تنبیہہ ہی کرتے رہیں"۔ (ستیارتھ ب۲ دفعہ ۱۲۰)

(ب) "پیدائش ہی سے گاتیری منتر پڑھنا اچھا ہے"۔ (ستیارتھ ب۳ دفعہ ۱۴ ص۸۶)

(ج) "بالکل شادی نہ کرنا اچھا ہے۔ ورنہ ۴۰ سال کی عمر میں"۔ (ستیارتھ ب۳ دفعہ ۴۴-۳۵)

(د) وید میں ہے:۔ "بادل جو بمنزلہ باپ کے ہے۔ زمین میں جو بمنزلہ دختر کے ہے۔ باران کی صورت حمل قائم کرتا ہے"۔ (رگ وید منڈل ۱ سوکت ۱۶۴ منتر ۳۳ بحوالہ رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا ص۱۶۳)۔

علاوہ ازیں نیوگ کا حیاسوز مسئلہ ایسا ہے کہ فطرتِ انسانی اسے دھکے دے رہی ہے۔ صرف ایک حوالہ نقل کرتا ہوں:۔

سوامی دیانند صاحب سے کسی نے سوال کیا کہ جب ایک شادی ہوگی اور ایک عورت کے لئے ایک خاوند ہوگا۔ اگر مرد و عورت دونوں جوان ہوں اور عورت حاملہ ہو یا مرد مریض ہو۔ تو ان صورتوں میں اگر حاملہ عورت کے خاوند یا ایک مریض خاوند کی جوان عورت یا ایک مریض عورت کے جوان خاوند سے رہا نہ جائے تو کیا کرے"۔ سوامی جی کا جواب ملاحظہ فرمائیے:۔

"اگر حاملہ عورت سے ایک سال صحبت نہ کرنے کے عرصہ میں مرد سے یا دائم المریض مرد کی عورت سے رہا نہ جائے تو کسی سے نیوگ کرکے اس کے لئے اولاد پیدا کرے۔ لیکن رنڈی بازی یا زناکاری کبھی نہ کریں"۔ (ستیارتھ ب۴ ص۱۳۶)۔

حضرات! انسانی کانشنس کیا ایک لمحہ کے لئے بھی یہ قبول کر سکتی ہے کہ ایسی حیاسوز تعلیم دینے والی کتاب کبھی خدا کا کلام ہو سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ مندرجہ بالا فقرہ میں "اس کے لئے اولاد پیدا کرے"۔ محض ڈھکوسلہ ہے۔ کیونکہ جس صورت میں عورت حاملہ ہوگی اولاد کے حصول کے لئے کہیں اور جاکر نیوگ کرنا تحصیل حاصل ہے۔ پس اصل علاج تو سوامی صاحب نے "رہا نہ جائے" کا بتایا ہے۔

ہمارے گجرات (پنجاب) میں سوامی جی تشریف لائے اور آکر لیکچر دیا ایک شخص نے سوامی جی سے سوال کیا: "جس عورت کا خاوند کنجری کے پاس جائے۔ اس کی عورت کیا کرے"؟ انہوں نے فرمایا:۔ "اس کی عورت بھی ایک مضبوط آدمی رکھ لے"۔ (جیون چرتر مصنفہ لیکھرام و آتما رام ص۳۵۵) حیرت ہے کہ اس تعلیم کو کامل، مکمل بلکہ اکمل اور عالمگیر الہامی قرار دیا جاتا ہے ؎

گر یہی دیں ہے جو ہے ان کے خصائل سے عیاں
مَیں تو اک کوڑی کو بھی لیتا نہیں ہوں زینہار

(۵) خدا علیمِ کُل ہے۔ اس کے لئے تینوں زمانے یکساں ہیں۔ وہ آئندہ کے حالات جانتا ہے کیونکہ وہی فَقَدَّرَہٗ تَقْدِیْرًا (الفرقان: ۳) کا فاعل ہے۔ مگر انسان ضعیف البُنیان کی علم کی وجہ سے آئندہ کے حالات نہیں جان سکتا۔ پس انسانی اور الہامی کلام میں ایک یہ مابہ الامتیاز ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام میں پیشگوئیاں ہوتی ہیں جو اسے انسانی کلام سے ممتاز و بالا ثابت کرتی ہیں۔ ویدوں میں پیشگوئیوں کا نام تک نہیں۔ مگر اس کے بالمقابل قرآن شریف نے آئندہ زمانہ کی اخبار بیان فرما کر آئندہ زمانوں کے لئے قرآن کی صداقت کے نئے نئے ثبوت مہیا فرمائے۔ قرآن شریف نے فرمایا کہ جب فرعونِ مصر دریائے نیل میں غرق ہونے لگا۔ تو اس وقت خدا نے اُسے کہا: فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً وَ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ (یونس: ۹۳) کہ اے فرعون! میں آج سے تیرے جسم کو محفوظ رکھونگا نہ اس کو دریائی مچھلیاں یا پانی تلف کر سکے گا نہ زمین کے کیڑے یا مٹی اس کی تباہی کا موجب ہونگے۔ بلکہ یہ محفوظ رہے گا۔ تاکہ تیرے بعد کے آنے والوں کے لئے نشان بنے اور بہت سے لوگ ہمارے نشانوں سے غافل ہیں۔

قرآن شریف نے خدا تعالیٰ اور فرعون کی گفتگو کا ذکر فرمایا اور اس کے ثبوت میں اپنا وعدہ بیان کر کے اس کو بطور پیشگوئی کے دنیا کے سامنے پیش کیا آج ساڑھے تیرہ سو سال کے بعد فرعون کی لاش صحیح وسالم برآمد ہوئی اور مصر کے عجائب گھر کی زینت ہو کر لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً (یونس: ۹۳) کے مطابق ہمارے لئے بطور نشان بنی۔

کیا ایسی عظیم الشان پیشگوئی کے پورا ہونے کے بعد بھی قرآن کریم کے الہامی ہونے میں شک وشبہ کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟ مبارک وہ جو حق کو قبول کرتے ہیں۔

تردید قدامت وید

(منقولی دلائل)

آریوں کا دعویٰ ہے کہ وید ابتدائے عالم میں اُترے تھے۔ ویدوں کے نازل ہونے سے پہلے کوئی مخلوق نہ تھی۔

(۱) "اے لوگو! جو عالم ہمارے بالتشریح کہتے تھے۔ مذکورہ بالا تعلیم کا اور ہی چال وکام کئے تھے۔" (یجر وید ادھیائے ۴۰ منتر ۱۳)۔

(۲) "زمانہ قدیم کے دیو یعنی صاحب علم ومعرفت اتنی شمار گزر چکے ہیں۔" (بھومکا صفہ ۲۰ وصفہ ۴۶)۔

(۳) "پہلے زمانہ میں جو عالم و فاضل اور بے گناہ (پاک) تھے۔ وے بہت جلدی عاجزی سے تعلیمی فائدہ کے لئے اپنی اولاد کی حفاظت کے لئے طلوع آفتاب یا صبح صادق کو (کشیہ) مد نظر رکھ کر اپنے یگیہ آدی (مذہبی فرائض) شروع کرتے تھے"۔ (رگ وید منڈل ۲ سوکت ۹۱ منتر ۱) اس سے یہ معلوم ہوا کہ وید شروع دُنیا میں نہیں اُترے۔

(۴) "اے دشمنوں کے مارنے والے۔ اصول جنگ میں ماہر۔ بے خوف و ہراس۔ پُر جاہ و جلال عزیز جوانمردوا تم سب رعایا کے لوگوں کو خوش رکھو۔ پرمیشور کے حکم پر چلو۔ اور بدفرجام دشمن کو شکست دینے کے لئے لڑائی کا سرانجام کرو۔ تم نے پہلے میدانوں میں دشمنوں کی فوج کو جیتا ہے۔ تم نے اپنے حواس کو مغلوب اور روکنے میں کو فتح کیا ہے"۔

(رگ وید بھاشا بھومکا صفحہ ۳۶ منقول از اتھروَن وید کانڈ نمبر ۶۔ انواک نمبر ۱۰ ورگ ۹۷ منتر نمبر ۳)۔

خط کشیدہ عبارت ظاہر کرتی ہے کہ وید کے نزول سے پہلے لوگ گزرے اور لوگوں نے مخالفوں پر فتح پائی۔ ورنہ یہ عبارت الحاقی ثابت ہوگی۔

(۵) "اے سورج کی طرح ایشورج اور ودیا اور سُکھ کے داتا مہاتما عالم انسان جیسے سُورج کے اکاش میں چلنے کے صاف راستے ہیں جو آپ کے پہلے مہاتماؤں کے عمل میں آتے۔ بلاگرد و غبار راستہ میں اُن پر آرام سے چلنے کے لائق راستوں سے آج ہم کو چلائیے اور ان طریقوں سے چلنے پر ہم لوگوں کی حفاظت بھی کیجئے اور ہم کو زیادہ تر ہدایت کیجئے اور اسی طرح سے سب کو خبردار کیجئے"۔ (یجر وید صفحہ ۱۳۶ حصہ سوم ادھیائے ۲۲ منتر ۲۷)

(۶) پارسی لوگ ژندوستا کی ابتداء کروڑوں برس ویدوں سے پہلے بتاتے ہیں۔

وید کی حقیقت

وید اور قرآن کا مقابلہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ مقابلہ کے لئے میدان میں آنا ضروری ہے اور وید میدان میں نہیں آیا۔ کیونکہ خود تمہارا عقیدہ ہے کہ وید کی زبان کسی قوم کی زبان نہیں کیونکہ اس طرح پکش پات یعنی طرفداری ہوتی ہے اور اُس وقت بھی سنسکرت کسی ملک کی زبان نہ تھی اور نہ اُترتے وقت کسی ملک اور قوم کی زبان تھی۔

سوال (۱) خاص ایشور کی زبان ہے تو سوال یہ ہے کہ جب کسی ملک اور قوم کی زبان نہیں تو اُس کا انکشاف کیسے ہوا؟ اگر کہو کہ ترجمہ کیا ہے۔ تو پھر بھی طرفداری لازم آتی ہے کہ خدا نے کسی قوم کی زبان میں ترجمہ کیا۔ تو حاصل کلام یہ کہ وید کا انکشاف حقیقتاً نہیں تو مقابلہ کیسے ہو۔

سوال (۲) سنسکرت مُردہ زبان ہے اور اب بھی اس کا فہم مشکل ہے اگر اس کے معنی میں اختلاف ہو تو حل کس طرح کریں۔

سوال (۳) وید پستک ایسے پراچین (پُرانے) زمانہ کی بتائی جاتی ہے جس کی کوئی تاریخ محفوظ نہیں جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ وید کی کیا ضرورت تھی؟ کونسی گمراہی تھی جس کے دُور کرنے کے لئے آئی تھی کیونکہ تمہارے

خیالات کے مطابق ابتدائے آفرینش سے لوگ کشتی خانہ سے نکلے تھے تو پھر اس کا اثر قوم پر کیا ہوا؟ پھر ہم کہتے ہیں کہ اُس کے نہ اُترنے سے کیا نقصان ہوتا تھا۔ کیونکہ اگر اُترنے سے فائدہ ثابت نہ ہو تو ہم کہتے ہیں کہ اگر نہ ہوتا تو کوئی نقصان نہ ہوتا۔

سوال (۴) جن پر وید نازل ہوا تھا ان کا چال چلن کیسا تھا؟ کوئی تاریخ نہیں جس سے اُن کے ماں باپ اور قومیت اور چال چلن معلوم ہو سکے۔

سوال (۵) خود ہندوؤں کے ہاں اختلاف ہے کہ کس پر اُترے۔ سناتن دھرمی برہما پر نازل شدہ اور آریہ رشیوں پر نازل شدہ مانتے ہیں۔ پھر کہیں چار وید اور کہیں تین وید۔ پس جب اصل کتاب میں بھی اختلاف ہے تو وہ ہدایت کیا دے سکتا ہے؟

سوال (۶) وہ الفاظ جن سے وہ رشی کا ثبوت دیتے ہیں مثلاً اگنی۔ وایو۔ ادت۔ انگرا چار رشیوں کے نام پر جو الفاظ دلالت کرتے ہیں وہ کئی معانی میں مشترک ہیں۔ اگنی آگ پر اور پرمیشور کا نام اور تیسرے نیوگی کا نام بھی اگنی ہے۔ وایو ہوا پر۔ انگرا پانی پر بھی اور ادت سورج پر بھی بولا جاتا ہے تو آیا یہ عناصر اربعہ کے نام ہیں یا اجرام کے نام ہیں یا رشیوں کے نام ہیں؟ کوئی تاریخ ہوتی جو بتاتی کہ یہ رشیوں کے ہی نام ہیں۔

سوال (۷) وید کی تعداد میں اختلاف ہے کہ تین ہیں یا چار۔

سوال (۸) پھر وید یا اس کے حامل ناکام ہیں۔ کیونکہ اتنی میعاد اس کو ملی ہے کہ تمہارے قول کے مطابق ایک ارب یا ڈیڑھ ارب سال گزر چکے مگر اب تک نہ شائع ہوئی نہ ترقی ہوئی۔ اور خود ماننے والوں کی تعداد بھی تھوڑی ہے یہ دھوکہ نہ کھایئے کہ ۳۰ کروڑ ہندو ہے کیونکہ جینی لوگ۔ پھر برہمن لوگ جن سے بنگال بھرا پڑا ہے۔ پھر دام مارگی سانگی یہ سب وید کے منکر ہیں تو ان سب کو نکال کر محض چند لوگ ہی رہ جاتے ہیں۔

سوال (۹) پھر ماننے والے دو قسم کے ہیں۔ ایک آریہ دوسرے سناتن ان کا باہم عقائد میں بہت اختلاف ہے۔ مسلمانوں میں خواہ کئی فرقے ہوں لیکن اصول میں کوئی اختلاف نہیں۔ کلمہ شہادت۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ قرآن وغیرہ سب ایک ہیں۔

ا۔ سناتن دھرم والے خدا کے حلول کے قائل مگر آریہ منکر۔

ب۔ سناتن دھرم روح و مادہ کو حادث اور آریہ لوگ انادی اور غیر حادث مانتے ہیں۔

ج۔ سناتن دھرمی مورتی پوجا کے قائل اور آریہ منکر۔

د۔ سناتن دھرمی نیوگ کو زنا کاری اور خلاف وید اور آریہ عین جائز اور حلال اور ضروری اور وید کی مقدس تعلیم کے مطابق مانتے ہیں۔

آریہ سماج کے معیاروں کے مطابق وید الہامی نہیں

(از جناب مہاشہ محمد عمر صاحب مولوی فاضل)

(ا) ایشور کا گیان ابتدا میں ہونا چاہیئے کیونکہ جن چیزوں پر انسان کی زندگی کا دار و مدار ہے پرماتما نے ان کو انسان کی پیدائش سے پہلے پیدا کیا اور کمل پیدا کیا۔ جیسے سورج۔

تردید ۱:۔ سورج کے ساتھ وید کی مثال نہیں دی جا سکتی۔ کیونکہ سورج سے ہر ایک بشر بالغ و نابالغ۔ بوڑھا۔ جوان یکساں فائدہ حاصل کرتا ہے۔ بخلاف وید کے جس کے پڑھنے کے لئے بڑے بڑے دھرماتما اور ودوان کوشش کرتے ہیں، لیکن کامیاب نہیں ہوتے۔

ب:۔ ویدوں میں ایسے سینکڑوں منتر ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وید ابتدائے دُنیا میں نہیں بنے بلکہ ویدوں کے نزول سے پہلے دُنیا میں مخلوق موجود تھی۔

ج:۔ ابتداء میں کامل گیان کا نازل ہونا پرماتما کے بتلانے کے خلاف ہے کیونکہ ابتداء میں جبکہ پرماتما نے دُنیا کو پیدا کیا لوگوں کی حالت بچوں کی طرح تھی اور اس کو سوامی جی نے اپنی کتاب اپدیش منجری میں تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:۔ "ان سب کو صرف کھانا اور پینا اور بھوگ کرنا (جماع کرنا) صرف اتنا ہی یاد تھا۔ آدی سرشٹی میں سب انسانوں کی حالت بچوں کی تھی۔ اُن کو پاؤں سے چلنا اور آنکھوں سے دیکھنا اس کے بغیر اُن کو کچھ گیان نہ تھا۔" (اپدیش منجری ہندی صفحہ ۹۰) پس پرماتما جو کہ علیم ہے کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ بچوں کو کامل گیان دے۔ ایسے بچوں کو جن کو سوائے کھانے اور بھوگ کے کچھ سمجھ ہی نہیں۔ اس لئے یہ ضروری ماننا پڑے گا کہ پرماتما نے اُن رشیوں کو گیان دیا لیکن کامل نہیں بلکہ ان کی عقل اور سمجھ کے مطابق۔

د:۔ سوامی جی نے اس کے آگے لکھا ہے کہ "یہ حالت ان رشیوں کی پانچ سال رہی۔ پھر پرماتما نے انکو ویدوں کا گیان دیا۔" (اپدیش منجری ہندی صفحہ ۹۰) یعنی پیدائش کے ساتھ ہی اُن کو ویدوں کا گیان نہیں دیا گیا بلکہ پانچ سال دُنیا بننے کے بعد اُن کو گیان ملا۔

اعتراض:۔ اس پر ہمارے آریہ بھائی کہا کرتے ہیں کہ واقعی انسانوں کو اُس وقت اتنا گیان نہ تھا کہ وہ کامل گیان کو جانتے، لیکن پرماتما کا گیان تو کامل ہے۔ اُس نے اپنے علم کے مطابق کامل گیان دیا۔

جواب:۔ یہ ٹھیک ہے کہ پرماتما کا گیان کامل ہے، لیکن سوال تو یہ ہے کہ جن لوگوں کو وہ گیان دیتا تھا وہ کامل نہیں تھے کہ اس کو سمجھ سکتے یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کہ ایک کالج کا پروفیسر جو کہ ایم۔ اے ہے۔ ایک بچے کے آگے جبکہ وہ تعلیم حاصل کرنے کے لئے اس کے پاس جائے تو وہ اس کے آگے ایم۔ اے کا کورس رکھدے اور کہے کہ یہ لڑکا واقعی اتنی لیاقت نہیں رکھتا کہ یہ ایم۔ اے کا کورس سمجھ سکے لیکن مَیں تو ایم۔ اے ہوں اور علم کے لحاظ سے کامل ہوں۔ تو سب لوگ اس کو بیوقوف کہیں گے اور جواب دینگے کہ تیرا علم واقعی کامل ہے، لیکن جس بچے کو تُو نے پڑھانا ہے وہ اس قابل نہیں کہ ایم۔ اے کے کورس کو سمجھ سکے

اس کے لئے تو وہی پہلا قاعدہ چاہیئے۔ جو یہ سمجھا جاتے۔

دوسرا معیار:۔ الہامی کتاب کے لئے ضروری ہے کہ اس میں ایک لفظ کی بھی کمی و بیشی نہ ہو۔ اور وہ محفوظ چلی آتی ہو۔

وید اس اصول کے مطابق بھی الہامی ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ جب ہم ویدوں کو غور سے دیکھتے ہیں تو اُن میں اس قدر اختلاف ہے کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے چنانچہ ہم پہلے اتھروید کو لیتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اس میں بھی لوگوں نے اپنے پاس سے منتر ملا دیئے ہیں۔

اتھروید (۱) سوامی دیانند نے رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا ہندی کے صفحہ ۲۰۶ پر لکھا ہے کہ اتھروید کا پہلا منتر "اوم شنو دیوی" ہے۔

(۲) لیکھرام نے کلیات آریہ مسافر میں لکھا ہے کہ پہلا منتر "اوم شنو دیوی" ہے۔

(۳) مہا بھاشیہ کے مصنف کا یہ مذہب ہے کہ پہلا منتر "اوم شنو دیوی" ہے۔

لیکن موجودہ وید کو اُٹھاؤ تو یہ منتر چھبیسواں ۲۶ ہے۔ تو کیا پہلے پچیس ۲۵ منتر کسی آریہ سماجی نے اتھروید میں ملا دیئے ہیں۔

اتھروید کے منتروں کی تعداد میں اختلاف

سائن بھاشیہ ۵۹۷۷ ۔ سیوک لال ۵۹۴۷ ۔ ساتولیک ۶۰۰۰ ۔ ویدک سدھانت ۶۰۰۰۔

یجروید میں ملاوٹ:۔ یجروید بمبئی والے میں ۱۵ اَدھیائے کے ۴۷ منتر ہیں، لیکن دیانند نے جو اجمیر میں چھپوایا ہے اس میں ۴۸ ہیں۔

یجروید کے ۴۰ ادھیائے میں "اوم کھم برہم" بمبئی والے میں منتر کا جزو نہیں ہے لیکن دیانند نے اس کو منتر میں شامل کر دیا ہے۔

تعداد منتروں میں اختلاف

یجروید کلپ ترو	۱۹۷۵	دیانند جی	۱۹۷۵
ساتولیک	۱۴۰۰	شوشنکر کا ویہ تیرتھ	۹۸۷
ویدک مت	۱۰۰۰	(منقول از وید سروسو صفحہ ۱۵۲)	

سام وید تحریف:۔ سام وید اجمیر والے میں ۶۵ منتر زیادہ ہیں۔ دیکھو صفحہ ۴۳ اور کاشی میں چھپے سام وید میں یہ منتر نہیں۔ صفحہ ۵

منتروں کی تعداد میں اختلاف

دیانند کا وید	۱۸۲۴	جیوانند	۱۸۰۸
شوشنکر	۱۵۴۹	دیاشنکر	۲۱۹
ساتولیک	۷۰		

رگ وید میں تحریف :۔ سائیں اچاریہ ۱۰۰۰ سے کچھ زیادہ۔

پنڈت شونشکر	۱۰۴۰۲	سوامی دیانند جی	۱۰۵۸۹
انو واک انوکرمنی	۱۰۵۸۰	چھند سنگرو شلوک کے مطابق	۱۰۴۰۲
گائتری وغیرہ کے مطابق	۱۰۱۴۲	پنڈت جگن ناتھ	۱۰۴۵۲
چرن ویوہ کا ٹیکا کار	۱۰۴۷۲	مہتر برت	۱۰۴۴۲
ورتمان سنگتا کے مطابق	۱۰۴۴۰		

(وید سروسو مصنفہ پنڈت ویدک منی جی صـ۴۹ مطبوعہ سانند پریس دہلی)

تیسرا معیار :۔ اس میں عقل اور اخلاق کے خلاف تعلیم نہ ہو۔ اس اُصول کے مطابق بھی وید الہامی نہیں ہیں۔ کیونکہ کئی وید منتر ہیں۔ جن کی تعلیم انسانی اخلاق کو گرانے والی ہے۔ مثلاً

ﺍ۔ رگ وید کے ایک منتر کا ترجمہ سوامی جی اس طرح کرتے ہیں :۔

"بادل بمنزلہ باپ قرار دیا ہے اور زمین کو بمنزلہ لڑکی۔ بادل زمین میں اس طرح پانی ڈالتا ہے جیسے باپ لڑکی میں نطفہ" (رگ وید آدی بھاشہ بھومکا ہندی صـ۲۹۹)

ب۔ لِنگ کا صاف کرنا۔ "اس لنگ کو صاف کرتا ہوں جس سے رکھشا کی جاتی ہے۔ اس گدا (پاخانہ کی جگہ) اندری کو پوتر کرتا ہوں"

آگے لکھا ہے کہ "گورو پتنی (یعنی استاد کی عورت) کرتی ہے"

اس پر یہ اعتراض ہے کہ گورو کی عورت کس طرح لڑکے کے لِنگ اور گدا کو صاف کرے۔

ایک شُبہ کا ازالہ :۔ یہاں پر آریہ مناظر کہدیا کرتے ہیں کہ یہ چھوٹی عمر کے لئے ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ کیونکہ جتنی دیر بچہ گورو کل میں رہتا ہے اس وید منتر پر ان کو عمل کرنا ضروری ہے اور گورو کل میں ۲۵ سال کا جوان۔ بچہ بھی ہوتا ہے۔ اس کے لِنگ کو اُستاد کی عورت کس طرح صاف کریگی۔

ج :۔ "ان دونوں منتروں کو پڑھ کر پُرش اپنی گربھنی (حمل والی) استری کے گربھاشیہ پر ہاتھ رکھے"
(سنگار ودھی ہندی صـ۵)

آریہ سماجی دوست بتائیں کہ وہاں پر ہاتھ رکھنے سے کیا فائدہ؟

د :۔ بیل سے بھوگ کرنا۔ "پانی کے لئے مینڈھا سے پرم ایشور یہ کے لئے بیل سے بھوگ کریں"
(یجروید ۲۱/۶۰)

ر :۔ "ہے انسانو! تم مضبوط گدا اندری (پاخانہ کی جگہ) کے ساتھ موجودہ اندھے سانپوں اور کُٹل (یعنی سخت موذی) سانپوں کو کام میں لاؤ"

س :۔ "ٹانگوں کے اوپر چڑھ۔ ہاتھ کا سہارا دے۔ اتم من کے ساتھ عورت کو ویریہ ڈالے"
(اتھر وید ۲۰۱، ۳۹)

غرض آریہ سماج کے اپنے اصولوں کے مطابق بھی وید الہامی ثابت نہیں ہوتے۔

عجیب وغریب پُرلطف ویدک دُعائیں

۱۔ "ہے پرمیشور وراجن! آپ بہت بولنے والے کو نزدیک وویا والے کے لئے (اَور) حد سے باہر والے کے لئے گونگے ظاہر کیجئے"۔ (یجروید ادھیائے ۳۰/۱۹)

دُعائیں ہمیشہ مفید اور نیک چیزوں کے حصول کے لئے کی جاتی ہیں، مگر یہ ویدک فلسفہ ہی اُلٹ ہے بھلا اگر ویدک ایشور بغیر کرموں کے اور کچھ دے ہی نہیں سکتا تو پھر دُعائیں سکھانا فضول اور لغو ٹھہرا۔ پھر دُعائیں سکھائی بھی تو وہ بھی ایسی کہ اگر قبول ہوجائیں تو ایک ہی سال میں آریہ سماجیوں کا خاتمہ اپنی ہی دُعاؤں کے طفیل ہوجائے۔ (خادم)

۲۔ "اے پرمیشور وراجن! آپ آگ کے لئے موٹی اشیاء کو زمین کے لئے بغیر پاؤں کے رینگنے والے سانپ وغیرہ کو پیدا کیجئے"۔ (یجروید ادھیائے ۳۰/۲۱)

ہم اس دُعا پر آمین کہتے ہیں، بشرطیکہ وہ صرف آریوں کے ہی گھروں تک محدود رہیں۔ (مؤلف)

۳۔ "ہے پرمیشور وراجن! آپ زمین وآسمان کے درمیان کھیلنے کودنے اور بانس سے ناچنے والے نٹ وغیرہ پیدا کیجئے"۔ (یجروید ادھیائے ۳۰/۲۱)

(تاکہ وید کی حقیقت دُنیا پر ظاہر ہو۔ مؤلف)

۴۔ "ہے پرمیشور وراجن! آپ بین بجانے والے اور ہاتھوں سے وادتر بجانے اور تونو نامی باجے بجانے والے۔ ان سب کو ناچنے کے لئے اور خوشی کے لئے تال وغیرہ بجانے والے کو پیدا وظاہر کیجئے"۔ (یجروید ادھیائے ۳۰ منتر ۲۰)

وید کی تعلیم پرمیشور کے متعلق اور پرمیشور کا حُلیہ

پرمیشور ناقص اور کمزور:۔ "اے نہایت ہی قابل عبادت اور سب طرف سے روشن ایشور وعالم! یہ جو آپ کا محیط ہونا اور پرورش کرنا ہے۔ اس سے آپ ترقی کو حاصل کریں اور دوسروں کو بڑھائیں آپ خود مضبوط ہوجیئے اور دوسروں کو مضبوط کیجئے"۔ (یجروید ادھیائے ۳۸ منتر ۲۱)

"وہ سدا بڑھنے والا۔ حیرت انگیز صفات، عادات سے متصف پرمیشور ہمارا کس طرح دوست ہوتے" الی آخرہ (یجروید ادھیائے ۳۶/۴)

پرمیشور کی بیوی:۔ "اے انسانو! میں ایشور جیسے برہمن۔ کھتری۔ ویش۔ شودر اور اپنی استری سیوک وغیرہ کو چار وید روپی بانی کا اپدیش کرتا ہوں ویسے ہی آپ لوگ بھی اچھی طرح اپدیش کریں"۔

(منقول از دیانند یجروید بھاشں ادھیائے ۲۶۔ منتر ۲)۔

سُکھ کی خواہش:۔ پرمیشور کہتا ہے کہ میری یہ خواہش عمدگی سے بڑھے اور مجھے وہ غیر میسّر غائبانہ سُکھ

حاصل ہو۔" (یجروید ادھیائے ۲۶ منتر ۲)

پرمیشور کے برابر طاقتور راجہ :۔ "اے بیوقوف راجہ! بغیر دُودھ کی گائیوں کی طرح ہم لوگ اس متحرک وغیر متحرک کائنات کے منتظم سُکھ پورک کو دیکھنے لائق ایشور کے برابر طاقتور۔ آپ کی عزت واحترام کریں۔" (۔یجروید ادھیائے ۲۷ منتر ۳۵)

ناچنے والے پیدا کرنے کی دُعا :۔ "ہے پرمیشور وراجن! آپ بین بجانے والے اور ہاتھوں سے داوتر بجانے اور تونو نامی باجے کو بجانے والے ان سب کو ناچنے کے لئے اور خوشی کے لئے تالی وغیرہ بجانے والے پیدا وظاہر کیجئے۔" (یجروید ادھیائے ۳۰ ۔منتر ۲۰)

پس لوگوں کو چاہیئے کہ ہنسی اور زنا وغیرہ عیوب کو چھوڑ کر اور گانے ۔بجانے ناچنے وغیرہ کی تعلیم کو حاصل کرکے خوش ہوں ۔لیکن ستیارتھ پرکاش نمبر ۲۸ وباب ۲ نمبر ۱۹ میں ان افعال کو شہوانی عیب لکھا ہے۔

آریوں کا پرمیشور فریبی :۔ "اے اندر تونے سوشا کو فریب سے قتل کیا۔"

(رگ وید اشٹک اول انوواک ۳ سکت ۴ شرتی ۱۰)

پرمیشور کھاؤ پیو پیٹو :۔ "اندر کا شکم سوم کا رس کثرت سے پینے کے باعث سمندر کی مانند پھولتا ہے اور تالو کی نمی کی مانند ہمیشہ تر رہتا ہے انہیں کھانوں سے اندر کا پیٹ بھرتا ہے اور قوت حاصل ہوتی ہے ۔ اے خوبصورت زنخدان والے اندر! ان تعریفوں سے خوش ہو۔"

(رگ وید اشٹک اوّل انوواک ۳ سکت ۱)

پرمیشور کی لاعلمی :۔ "اے بیاہے ہوئے مرد عورتو! تم دونوں رات کو کہاں ٹھہرے تھے اور دن کہاں بسر کیا تھا ۔تم نے کھانا وغیرہ کہاں کھایا تھا ۔تمہارا وطن کہاں ہے جس طرح بیوہ عورت اپنے دیور (دوسرے خاوند) کے ساتھ شب باش ہوتی ہے یا جس طرح بیاہا ہوا مرد اپنی بیاہتی عورت کے ساتھ اولاد کے لئے شب باش ہوتا ہے ۔اس طرح تم کہاں شب باش ہوئے تھے۔"

(ستیارتھ پرکاش باب ۴ دفعہ ۱۳۰ بھومکا صفحہ ۱۲۵ مترجم نہال سنگھ)

"اس دُنیا میں پاپ اور پُن کا نتیجہ بھوگنے کے لئے دو راستے ہیں ۔ایک عارفوں یا عالموں کا ۔دوسرا علم و معرفت سے مبّرا انسانوں کا ۔ان کو پتریاں اور دیویاں بھی کہتے ہیں ۔میں نے یہ دو راستے سُنے ہیں ۔یہ تمام دُنیا انہی دو راستوں پر چلی جا رہی ہے۔"

(یجروید ۱۹/۴۷ و رگوید آدی بھوش بھومکا مترجم نہال سنگھ صفحہ ۱۲۲ ۔بیان تناسخ)

ناک آنکھ کان والا پرمیشور :۔ "برہمن اس (ایشور) کا منہ تھا ۔ایشور کے بازوؤں سے کھشتری ۔رانوں سے ویش ۔پاؤں سے زمین اور کان سے طرفین پیدا ہوئیں ۔چاند من (دل) سے پیدا ہوا ۔آنکھ سے سورج پیدا ہوا ۔منہ سے اندر اور آگ اور سانس سے ہوا پیدا ہوئی۔" (رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۹۰ منتر ۱۲، ۱۳)

زرہ بکتر پہننے والا پرمیشور :۔ "ورن (ایشور) اپنی ساری رعایا میں سب پر حکومت کرنے کے لئے آکر بیٹھا ہے ۔سنہری کوچ کو پہنتا ہوا ورن (ایشور) چمکتے ہوئے لباس کو پہنتا ہے ۔اس کے جاسوس

چاروں طرف بیٹھے ہیں۔" (رگ وید منڈل ۱ سوکت ۲۵ منتر ۱۳)

ایشور چوری کرتا ہے :۔ اے اِندر دولتوں سے مالا مال پرمیشور! ہم سے الگ کبھی مت ہو۔ ہمارے مرغوب سامان خوراک مت چُراؤ اور نہ کسی اور سے چُرواؤ۔

(رگوید اشٹک ۱ انوواک ۷ سوکت ۱۰۴ شرتی ۸ آریہ بھونے مصنفہ دیانند)

سُکھ دُکھ برداشت کرنیوالا پرمیشور :۔ "اے جگدیش ور! جس سبب آپ سب دُکھ سُکھ کے برداشت کرنے والے ہیں۔" (تفسیر یجروید سوامی دیانند)

خدا علم سیکھنے کا محتاج ہے :۔ "اے جگت ایشور! مَیں اور آپ پڑھنے پڑھانے والے دونوں محبت کے ساتھ رہ کر عالم اور دیندار ہوں کہ جس سے دونوں کی ترقی علم ہمیشہ ہووے۔"

(یجروید بھاشی جلد اول ص ۱۳)

ایشور مجسم اور اس کا حُلیہ :۔ "ہزاروں سروں والا پُرش (ایشور) ہزاروں آنکھوں والا۔ ہزاروں پاؤں والا۔ وہ ترلوکی (کائنات) کو سب طرف سے گھیر کر ٹھہرا ہوا ہے۔ دس اُنگل پرے۔"

(رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۹۰ منتر ۱)

پرمیشور کے پاؤں :۔ "وشنو (ایشور) اس سارے جگت وکائنات پر پاؤں سے چلا۔ تین طرح پر اُس نے پاؤں رکھا۔ یہ جگت اس کے دھولی (دھول) والے پاؤں میں اکٹھا ہوا۔"

(رگوید منڈل ۱ سوکت ۲۲ منتر ۱۷)

وشنو جو سب کا محافظ ہے اور کسی سے دھوکا نہیں دیا جاتا۔ وہ سارے کاموں کو کرتا ہوا یہاں سے تین پاؤں چلا۔

خُدا کا دایاں ہاتھ :۔ "ہے خزانوں کے مالک اِندر! تجھ سے دولت چاہتے ہوئے ہم نے تیرے دائیں ہاتھ کو پکڑا ہے۔" (رگ وید منڈل ۱۰ سوکت ۴۷ منتر ۱)

ایشور کی فرج :۔ پرجاپتی گربھ (حمل) میں وچرتا ہوا بہت طرح سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کی یونی (فرج) کو عقلمند دیکھتے ہیں۔"

(یجروید ادھیائے ۳۱ منتر ۱۹)

ایشور کی ترقی :۔ "اے بہت اشیاء میں رہنے والے پرماتمن (خدا) جو یہ میری زبان ہے۔ آپ کو یقیناً بڑھاوے۔" (یجروید ادھیائے ۲۳ منتر ۱۸)

ایشور سوم رس پیتا ہے :۔ ہے پرمیشور والیو (ایشور)! اپنی الپ شکتی (محدود طاقت) سے سوم اوشدھیوں کا اُتم (عمدہ) رس تیار کیا ہے اور بھی جو کچھ ہمارے عمدہ پدارتھ ہیں۔ وے آپ کے سپرد (نذر) کئے گئے ہیں۔ ان کو آپ قبول کریں اور سروآتما (فراخدلی) سے پان کریں۔"

(رگوید اشٹک ادھیائے ۱ ورگ ۲ منتر ۱)

ایشور کا ثانی :۔ "مَیں ایشور سب لوگوں کو حکم دیتا ہوں کہ میرے برابر دھرماتما صفات وافعال وعادات

والے آدمی ہی کی رعایا ہو"۔
ایشور سوتا ہے :- "جو برہما (ایشور) تیز رفتار کو مضبوط کرتا ہوا جو کو کنپاتا اور گھروں یعنی جیووں (ارواح) کے بیچ قائم ہوتا ہوا سوتا ہے"۔ (رگوید منڈل ۱۰ سکوت ۱۴۳ منتر ۳۰۔ رگوید بھاشی جلد ۳ صفحہ ۹۳۳)

وید کی تعلیم خلافِ عقل و سائنس

۱۔ "ہے دینے ہارے (والے) جیسے لینے والے پڑھانے اور اپدیش کرنے والوں کا میل کرے۔ اور وہ آج بکرا وغیرہ جانوروں کے بیچ سے لینے لائق چیز کا چکنا حصہ یعنی گھی دودھ وغیرہ اولاد (نکالا ہوا) کیا ہوا ایسا (اس سے بکرا گھی دینے والا ثابت ہوتا ہے) (تفسیر دیانندی بھاشا یجروید جلد ۲ ادھیائے ۲۱ منتر ۴۳)

نوٹ :- اس حوالہ کے پیش کرنے سے یہ مقصود نہیں کہ گویا ہمارے خیال میں بکرے کے لئے دودھ دینا ممکن ہی نہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے قانونِ شاذ کے ماتحت یہ ممکن ہے۔ چنانچہ اس کا ثبوت صداقت مسیح موعود پر اعتراضات کی ذیل میں ایک اعتراض کے جواب میں موجود ہے۔ ہمارا اعتراض تو اس امر پر ہے کہ اس وید منتر سے معلوم ہوتا ہے کہ بکرے کا دودھ دینا قانونِ عام کے ماتحت ہے اور بجائے بکری اور گائے بھینس کے دودھ اور گھی بکرے سے حاصل ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ امر ہمارے روزمرہ کے مشاہدہ کے خلاف ہے۔ یہ تو ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کبھی کبھی شاذ کے طور پر جو کہ اَلشَّاذُ کَالْمَعْدُوْمِ کے مطابق معدوم کا حکم رکھتا ہے اپنی سُنتِ شاذہ کا ثبوت دے۔ مگر گھی دُودھ وغیرہ کو عام طور پر گائے بھینس اور بکری کی بجائے بکرے کے ساتھ منسوب کرنا یقیناً خلافِ عقل و سائنس اور معارض مشاہدہ و تجربہ ہے۔ خادم

۲۔ "ہے رعایا کے مالک ایشور جو روح مادہ وغیرہ اشیاء ہیں یہ سب اچھا روپ وغیرہ (مراد خواہش) صفات سے متصف ہوں"۔ (تفسیر دیانند بھاشا یجروید جلد ۱ ادھیائے ۱۰ منتر ۲۰)

اس سے مادہ میں خواہش کا ثبوت ملتا ہے۔ کیا سائنس سے یہ ثابت ہو سکتا ہے؟

۳۔ "گرہست جنوں (عیالداروں) کو چاہیئے کہ اس طرح کوشش کریں کہ جس سے تینوں یعنی بھوت (ماضی)، بھوشیت (مستقبل)، اور ورتمان (حال) زمانہ میں بہت ہی سُکھی ہوں"۔
(تفسیر ایضاً جلد ۱ صفحہ ۲۳۱)

اس سے آج کا کام کئے ہوتے کا پھل گذشتہ دنوں میں مل جانا چاہیئے حال و مستقبل کے لئے تو انسان کر سکتا ہے مگر آج کا پھل پہلے مل چکا ہے یہ کیسے؟ بالکل خلافِ عقل ہے۔

۴۔ "میں جو سوم لتا وغیرہ بوٹیوں (کو) جو زمین وغیرہ سے تین برس پہلے مکمل سُکھ دینے میں عمدہ ظاہر ہوئی ہیں جو حاصل کرنے والے بیماروں کے سو اور سات جنم اور ناڑیوں کے زخموں کو مفید ہیں۔ ان کو جلدی جانوں"۔
(تفسیر ایضاً جلد ۱ صفحہ ۳۱۶ ادھیائے ۱۲ منتر ۱۵)

نوٹ :- کیا زمین سے قبل بھی بوٹیاں تھیں۔ اور ان سے لوگوں نے فائدہ حاصل کیا؟

آریوں کے ناقابلِ عمل اُصول

ضروری نوٹ :۔ ستیارتھ پرکاش مصنفہ پنڈت دیانند کے جو حوالے یہاں درج کئے گئے ہیں ان میں نمبر صفحہ ستیارتھ پرکاش کے نویں ایڈیشن شائع کردہ راجپال منیجر آریہ پستکالیہ انارکلی لاہور کو مدِ نظر رکھکر دیا گیا ہے یہ ستیارتھ پرکاش کا وہ اُردو ترجمہ ہے جس کے مترجمین میں سوامی شردھانند پنڈت چموپتی ایم۔ اے اور ماسٹر آتمارام جیسے آریہ پنڈتوں کے نام ہیں اور آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب سندھ (بلوچستان) کی طرف سے یہ ترجمہ شائع کیا گیا ہے اور سرورق پر لکھا ہے۔ "صرف یہی ترجمہ مستند ہے" (خادم)

۱۔ "بچے از خود المکنڈ (لامتغیر ازل ابد) برہمچریہ رکھکر اور تیسرا اعلیٰ درجہ کا برہمچریہ کرکے مکمل یعنی چار سو سال تک عمر کو بڑھائیں" (ستیارتھ پرکاش باب ۳۰ دفعہ نمبر ۳ صفحہ ۹۱) گویا نیک اور با ایمان آریہ کو چاہیئے کہ برہمچاری رہ کر چار سو سال کی عمر حاصل کرے۔ دیانند سے بڑھ کر تو با ایمان اور کامل برہمچاری اور کوئی آریہ نہ ہوگا مگر اس کی عمر بھی ساٹھ سال سے متجاوز نہ ہوئی۔ پس ثابت ہوا کہ یہ تعلیم باطل اور ناقابلِ عمل ہے۔

۲۔ بقول دیانند مُردہ دفن کرنے میں بہت اقتصادی نقصان ہوتا ہے (حالانکہ قبر کی کُھدائی ۸/ ہوتی ہے (خادم) لیکن جلانے میں صندل کی لکڑی عود کستوری ص۳ اور ڈیڑھ من روغن زرد وغیرہ وغیرہ اشیاء قیمتی سے تقریباً دوسو روپیہ کا زیر بار ہونا ضروری ہے۔ اگر میسر نہ آوے تو بھیک مانگے یا گورنمنٹ سے امداد طلب کرے۔
(ستیارتھ ب۱۳ دفعہ ۲ صفحہ ۶۵)

مگر جنگ میں جہاں ہزاروں مرتے ہیں یہ عالمگیر اُصول دریا بُرد ہو جاتا ہے جیسے مہابھارت کی جنگ میں ہوا۔ کیونکہ وہاں یہ اشیائے قیمتی نہ مل سکیں اور نہ میسر آسکتی تھیں۔

۳۔ جس لڑکی کا خاوند مرجائے تو پھر اس کنیا کو چاہیئے کہ کسی شخص واحد سے بیاہ نہ کرے۔ وہ عمر بھر ایک کی نہ ہو رہے۔ بلکہ دس بارہ مختلف نوجوانوں سے تا دمِ آخر مضبوط اولاد حاصل کرتی رہے۔
(ستیارتھ ب۴ دفعہ ۱۱۸ ص۱۹۱)

۴۔ آریہ عورت کے تیسرے نیوگی خصم کو اگنی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس میں حرارت زیادہ ہوتی ہے۔
(ستیارتھ ب۴ دفعہ ۱۳۶ ص۱۹۶)

پہلے اور دوسرے خصم میں حرارت کیوں کم ہوتی ہے اور پانچویں دسویں وغیرہ میں کیوں کم و بیش نہیں؟ اس کی تشریح مطلوب ہے۔

۵۔ بموجب اعتقاد دیانندی روح و مادہ بمع اپنی تمام قوتوں جنسوں اور خاصیتوں کے ازلی ابدی خود بخود ہیں۔ یعنی اپنے وجود کے آپ خُدا ہیں۔ اور پرمیشور کا کام صرف ارواح اور مادہ کو جوڑنے جاڑنے کا ہے لیکن اب معلوم ہوا کہ روحوں میں جوڑنے جاڑنے کی قوت انفصال و اتصال کی خواہش بھی ازل سے ہے۔
(ستیارتھ ب۸ دفعہ ۵۴ ص۲۹۶) آریہ اور دہریہ میں کیا فرق ہوا۔ خاک

۶ - نجات کے طالب اور سچے آریہ کو چاہیئے کہ قریباً پچاس سال کا ہوکر بیاہ کرے یا ۴۸ سال کے بعد۔ (ستیارتھ ب۳ دفعہ ۴۲ صفحہ ۹۲)

مگر پچاس سال تک تو انسان بوڑھا ہوجاتا ہے - پھر بیاہ کس لئے اور کس کے لئے مضبوط اولاد کیونکر اور کون پیدا کریگا۔ اس میں کوئی غلطی یا راز ضرور ہے (غالباً اس عرصہ میں بذریعہ نیوگ اولاد پیدا کرنے کی مہلت دی ہوگی) ایسا بیاہ کرنے والا دو سو سال سے چار سو سال تک عمر حاصل کرسکتا ہے۔ (ستیارتھ ب۴ دفعہ ۴۰ صفحہ ۹۱) مگر تجربہ اس اصول کا دشمن ہے۔ سوائے دیانند کے جو بجائے پچاس کے ساٹھ سال مجرد رہ کر سفید ریش ہوکر بڑھاپے کے نشان اور آثار دیکھکر راہیٔ عالم فنا ہوتے۔ چار سو سال کی عمر والے کو تو ستر سال میں ابھی ڈاڑھی بھی نہیں آنی چاہیئے۔ اسی لئے سوامی جی منہ سر اُسترے سے صاف رکھتے تھے۔ ملاحظہ ہو تصویر سوامی جی۔

۷ - ممالک متوسط کی قسمت چھتیس گڑھ میں بعض قوموں کی عمر تیس سال تک ختم ہوتی ہے۔ پھر وہاں چار سو سال کی عمر حاصل کرنے کے لئے شرط کیا ہوگی اور نیک آریہ پچاس سال کا ہوکر کیونکر بیاہ کرے۔ (خوب عالمگیر اُصول میں)۔

۸ - ۴۸ سال کے بعد شادی کرے۔ بالکل شادی نہ کرنا اچھا ہے۔ (ستیارتھ ب۲ دفعہ ۳۵ صفحہ ۹۳)

ہندوستان کے آریہ اگر ۴۸ سال کے بعد بیاہ کرنا شروع کردیں تو انشاء اللہ نصف صدی میں آریوں کا خاتمہ ہی ہوجاتے اور ہندو مسلم سوال بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہوجاتے۔

۹ - ھون - (۱) ہون کرنا سب پر فرض ہے - ورنہ پاپ ہوتا ہے۔ (ستیارتھ پرکاش ب۲ دفعہ ۲۰ صفحہ ۸۸)

(۲) ہون دن میں دو دفعہ صبح و شام کرنا چاہیئے۔ (ستیارتھ ب۳ دفعہ ۱۵ صفحہ ۸۶)

(۳) ایک وقت کے ہون میں سولہ آہوتی فی کس گھی چاہیئے۔ (ستیارتھ ب۲ دفعہ ۲۲ صفحہ ۸۸)

(۴) ہر آہوتی میں ۶ ماشہ گھی کم از کم جلانا چاہیئے۔ (" ب۳ " " " ")

گویا ۱۶x۶ = ۹۶ ماشہ = ۸ تولے - قریباً ۱½ چھٹانک گھی ایک وقت آدمی کو جلانا چاہیئے۔ اور دو وقت کا کل گھی روزانہ ۳⅕ چھٹانک ہوا۔ ماہوار ۱۶/۵ x ۳۰ = ۹۶ چھٹانک۔ گویا اگر گھی کا نرخ چار چھٹانک فی روپیہ ہو تو ماہوار ۲۴ روپے کا صرف گھی ہی جلانا پڑیگا۔

آج کل کے نرخ ۱۲۵/- روپے فی سیر کے حساب سے یہ خرچ بڑھ کر ۱۲۵x۶ = ۷۵۰/- روپے ماہوار آئے گا۔ (مرتب)

(۵) گھی کے ساتھ کیسر کستوری۔ خوشبو دار پھول عطر اور چندن۔ اگر تگر وغیرہ بھی جلانا چاہیئے۔

(ستیارتھ پرکاش ب۳ دفعہ ۱۷، ۱۸ صفحہ ۸۹)

تو گویا اس حساب سے ہر آریہ کو ہون کرنے کے لئے کم از کم ۷۵۰/- روپے تک ماہوار خرچ کرنا پڑتا ہے۔ غریب آدمی اس کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ اور مشکل تو یہ ہے کہ اگر نہ کرے تو پاپ ہوتا ہے (جیسا کہ اوپر گزر چکا) مگر اسلام نے اپنے احکام میں بھی حکمت رکھی ہے کہ وہ انہی پر فرض کئے ہیں جو اُن کی استطاعت رکھتے ہوں۔

پس ویدک تعلیم عالمگیر الہامی نہ رہی۔

۱۰۔ نیک نیت اور مذہبی آریہ کو سندھیا اوپاسنا کرنا اور پانچ مہایگیوں کا ادا کرنا ایسا ضروری ہے جیسا سانس پر سانس لینا ضروری ہے۔ (ستیارتھ باب ۳ دفعہ ۲۰ ص ۵۳) پس جو آریہ سانس پر سانس لیتا مگر سندھیا وغیرہ بطریق مذکورہ بالا نہیں کرتا اور چار سو سال کا نہیں ہوتا کیا وہ نیک آریہ ہے؟ یا وہ شودر ہے۔ (بقول ستیارتھ ب ۳ دفعہ ۳۰) پانچ مہایگیوں (فرائض) میں سے دوسرا فرض ویدوں کو انگوں سمیت باقاعدہ پڑھنا اور سندھیا اوپاسنا کرنا فرض ہے۔ چھ انگ یہ ہیں (۱) سکشا (علم قرأت) (۲) کلپ (سنسکاروں یعنی رسوم کے متعلق ہدایات اور ہر سنسکار کے متعلق ویدوں سے منتروں کا انتخاب) (۳) چھند (علم عروض) (۴) دیاکرن (علم صرف و نحو) (۵) نرکت (علم لغت) (۶) جوتش (علم ہندسہ و ہیئت) جس میں ریاضی کی تمام شاخیں یعنی حساب۔ مساحت وغیرہ علم طبقات الارض و جیالوجی) اور جغرافیہ اور باقی تین فرائض اور ہیں جو ہم بخوف طوالت نہیں لکھ سکتے۔ جبکہ یہ لوگ عملاً آریہ ہی نہیں تو پھر ناحق تضیع اوقات ہے۔

۱۱۔ جو بطریق مذکورہ بالا سندھیا وغیرہ نہیں کرتا اور چھ سال کے اندر وید ختم نہیں کرتا۔ اُس کو گھر سے نکال کر شودروں کے گھروں میں بھیج دینا چاہیئے۔ (ستیارتھ ب ۳ دفعہ ۴۷ ص ۹۷)

۱۲۔ بعد ازاں بوڑھے والدین اپنی خدمت کے لیے غیروں کے لڑکے گھر رکھ لیں اور انہیں بیٹے تصور کریں۔ (ستیارتھ ب ۳ دفعہ ۱۱۰ ص ۱۸۹)

غیروں کے جوان لڑکے اس بوڑھے کے گھر میں رہ کر کیا کچھ نہ کرینگے۔ ناظرین خود سمجھ لیں۔

۱۳۔ ساز بجانا۔ ناچنا۔ گیت گانا۔ سُر لگانا وغیرہ آریوں کو ضرور سیکھنا چاہیئے (ستیارتھ ب ۳ دفعہ ۴۲ ص ۲۷)
مگر اسی ستیارتھ ایڈیشن چہارم میں سوامی جی ب ۳ دفعہ ۴۸ ص ۹۵ پر ساز بجانے ناچنے وغیرہ کو شہوانی عادات قرار دیتے ہیں۔

۱۴۔ برہمنوں کے گواہ برہمن اور شودروں کے گواہ شودر اور عورتوں کی گواہ عورتیں ہی ہوا کریں۔
(ستیارتھ ب ۶ دفعہ ۹۳ صفحہ ۲۶۳)

اگر کوئی برہمن یا ویش شودروں کے محلہ میں جا کر کسی کنیا کو ناپاک کر نکلے یا کوئی عورت شودر برہمنوں کے محلہ میں کسی کا گلا گھونٹ جائے تو کیا اس کو رہائی دیدیں۔ کیونکہ کوئی عورت یا اُس کی ذات کا گواہ میسر نہیں آسکتا؟ خدا اِس قانون والوں کو طاقت نہ دے۔

۱۵۔ جو کوئی وید کو بُرا سمجھے اور اس کی مذمت کرے یا کم از کم وید کے موافق بنائی ہوئی عابد لوگوں کی تصانیف کی (یعنی ستیارتھ وغیرہ کی) تحقیر کرے اس منکر کو جلا وطن کر کے ملک اور گھر بار سے خارج کر دینا چاہیئے۔
(ستیارتھ ب ۳ دفعہ ۵۲ ص ۱۰۰)

۱۶۔ جو دھرم پر قائم نہیں رہتا۔ خواہ اُستاد ہو یا مائی باپ اس کو راجہ بغیر سزا ہرگز نہ چھوڑے یعنی قید و قتل وغیرہ۔ (ستیارتھ ب ۶ دفعہ ۲۷ ص ۲۶۸)

آریہ عورتوں کو ویدک نصائح اور فرائض

۱- اے دیور نیوگی (دوسرے خاوند) کی خدمت کرنے والی عورت اور اے بیاہے ہوتے خاوند کی فرمانبردار بیوی (یعنی دو خاوند والی عورت۔ مؤلف) تو نیک اوصاف والی ہو۔ تو گھر کے کاروبار میں عمدہ اصول پر عمل کر اور اپنے پالے ہوئے جانوروں کی حفاظت کر۔ اور عمدہ کمال و خوبی اور علم و تربیت حاصل کر طاقتور اولاد پیدا کر اور ہمیشہ اولاد کی پرورش میں متحدرہ۔ اے نیوگ کے ذریعہ سے دوسرے خاوند کی خواہش کرنے والی۔ تو ہمیشہ سُکھ دینے والی ہو کر گھر میں ہون وغیرہ کی آگ کا استعمال اور تمام خانہ داری کے کاروبار کو دل لگا کر بڑی احتیاط سے کر۔" (ستیارتھ بؔ دفعہ ۱۳۴ ص۱۹۵)

تعدد ازدواج پر اعتراض کرنے والے دو خاوندوں والی بیوی پر غور کریں حالانکہ مَرد دَس کو نطفہ دے سکتا ہے مگر عورت دؔو کا نطفہ نہیں لے سکتی خلاف قدرت و فطرت تعلیم یہ نئی دلہن کو پہلی رات کو منانے کی ہدایت کی گئی ہے۔ کسقدر شرمناک تعلیم ہے۔

۲- استقرار حمل کی کارروائی کا وقت ایک پہر رات گزرنے کے بعد ایک پہر رہنے تک ہے جب منی کے رحم میں گرنے کا وقت آئے تب دونوں بے حرکت نہایت خوش دل۔ منہ کے ساتھ منہ۔ ناک کے سامنے ناک وغیرہ تمام جسم سیدھا رکھیں۔ مرد منی ڈالنے کا کام کرے۔ جب منی عورت کے جسم میں داخل ہو اس وقت وہ اپنی مقعد اور جائے مخصوص کو اوپر کھینچے اور منی کو کھینچ کر عورت رحم میں قائم کرے۔
(سنسکار ودھی مصنفہ دیانند ص۴۲ و ستیارتھ پرکاش ب۴ دفعہ ۴۳ صفحہ ۱۹۰)

کروڑوں مخلوقات اِس آسن سے بے خبر ہے۔ مگر اولاد خدا کے فضل سے اس آسن پر عمل کرنیوالوں سے کہیں زیادہ مضبوط پیدا ہوتی رہتی ہے۔

۳- جیون چرتر مصنفہ لیکھرام و آتما رام ص۳۵۵ میں لکھا ہے کہ دوسرے دن سوامی دیانند جی نے مورتی پوجا کے کھنڈن (تردید بت پرستی) پر لیکچر دیا۔ اور مندروں میں عورتوں کے جانے اور وہاں کی دُردشا (بُری حالت) کا بیان فرمایا اور فرمایا کہ سال میں ایک ہی بار اپنے پتی (خاوند) کے پاس جاوے یعنی وِبچار (زناکرے) کسی شخص نے مکان کی چھت سے دریافت کیا کہ جس عورت کا پتی طوائف (کنجری) کے پاس جاوے اس کی عورت کیا کرے؟ انھوں نے کہا۔ اس کی عورت بھی ایک مضبوط آدمی رکھ لے۔" یہ تعلیم کسقدر ناقابلِ عمل، اخلاق سوز اور بے حیائی پیدا کرنے والی ہے۔

۴- "اے بیوہ عورت! اپنے اس مرے ہوئے اصلی خاوند کو چھوڑ کر زندہ دیور یعنی دوسرے خاوند کو قبول کر۔ اس کے ساتھ رہ کر اولاد پیدا کر۔ وہ اولاد جو اس طرح پیدا ہوگی تیرے اصلی خاوند کی ہوگی۔" (ستیارتھ بؔ دفعہ ۱۳۴ ص۱۹۵) کیونکہ دوسرے خاوند سے نکاح تو نہ ہوگا۔ بغیر نکاح کے ہی اولاد پیدا شدہ مردہ خاوند کی ہوگی۔ جائز ناجائز کا سوال نہیں صرف اولاد کے حصول کی غرض مدنظر ہے۔

۵۔ "پُرش کا لِنگ اِستری کی یونی میں گھُسنے پر خصوصیت سے نطفہ چھوڑتا ہے مگر پیشاب اس سے علیحدہ چھوڑتا ہے۔ وہ نطفہ جھلی سے ڈھکا حمل کی شکل ہو کر پیدا ہوتا ہے اور پیدا ہونے پر اس ڈھکن کو چھوڑ دیتا ہے اور بیرونی ہوا جو جھلی کو چھوڑتا ہے وہی قسم قسم کی زندگی کے اسباب کی موجودگی یعنی روح کے متعلق دہن اور اس رس کی برابر ناش رہت پرتکش وغیرہ گیان کے اسباب آنکھ وغیرہ اعضاؤں سے ملتا ہے۔ یعنی ان کو ترقی دیتا ہے۔ مطلب مرد کا آلۂ تناسل عورت کے اندام نہانی سے ملنے پر نطفہ کو پیشاب سے علیحدہ چھوڑتا ہے"

(یجروید ادھیائے ۱۹ منتر ۷۶ صفحہ ۳۸۸)

۶۔ "عورت مرد حمل رکھنے کے وقت بالمقابل اور پریم میں چور ہوں۔ منہ کے مقابل منہ۔ آنکھ کے سامنے آنکھ دھیان کے سامنے دھیان۔ جسم کے سامنے جسم کا انتظار کر۔ حمل قائم کریں۔ جس سے بدشکل یا ٹیڑھے عضو والی اولاد پیدا نہ ہو" (کوکا پنڈت کے بھی کان کتر رہے ہیں اور تناسخ کو باطل ٹھہرا رہے ہیں)۔

(یجروید ادھیائے ۱۹ منتر ۸۸ صفحہ ۳۹۳)

۷۔ "اے منشو! جیسے بیل گایوں کو گابھن کر کے نسل بڑھاتا ہے ویسے ہی گرہستی لوگ استریوں کو حمل رکھا کر پرجا بڑھاویں"

(یجروید بھاشیہ حصہ سوم ادھیائے ۲۸ منتر ۳۲ صفحہ ۹)

کیا لطیف مشابہت ہے اور طرز بیان کا کمال۔ بیل گائے ماں بہن کا امتیاز نہیں رکھتے۔ صرف نسل بڑھانا مقصود ہوتا ہے۔

۸۔ نیوگ شہوت مٹانے کا آلہ ہے۔ ملاحظہ ہوں حوالجات ذیل:۔

مرد عورت کے رنڈوے یا بیوہ ہونے سے قطع نسل سے بچنے کا علاج پنڈت دیانند جی مہاراج یوں فرماتے ہیں کہ:۔

"اگر خاندان کے سلسلے کو جاری رکھنے کے لئے کسی اچھی ذات کا لڑکا گود لے لیں گے اُس سے خاندان چلے گا اور زنا کاری بھی نہ ہوگی۔ اور اگر برہمچریہ نہ رکھ سکیں تو نیوگ کر کے اولاد پیدا کریں"

(ستیارتھ پرکاش دفعہ ۱۰ صفحہ ۱۸۹)

۹۔ زنا اور نیوگ کا طریق اور قواعد یکساں ہیں۔ ملاحظہ ہوں ذیل کے حوالے:

"بیاہ کرنے میں لڑکی اپنے باپ کا گھر چھوڑ خاوند کے گھر جاتی ہے۔ اور اس کا باپ سے زیادہ تعلق نہیں رہتا۔ مگر نیوگ کی صورت میں عورت اُسی بیاہے خاوند کے گھر میں رہتی ہے" (ستیارتھ پرکاش دفعہ ۱۱۱ صفحہ ۱۸۹)

یہی زنا میں ہوتا ہے۔ اور سنو:۔

۱۰۔ "اس بیاہی عورت کے لڑکے اسی بیاہے خاوند کے وارث ہوتے ہیں۔ مگر نیوگتا عورت (جس نے نیوگ کیا ہو) کے لڑکے ویرج داتا کے نہ بیٹے کہلاتے ہیں (درانحالیکہ عورت سے نیوگ اپنی اولاد کے لیے کیا ہو) نہ اس کا گوتر ہوتا ہے اور نہ اس کا اختیار ان لڑکوں پر ہوتا ہے بلکہ وے متوفی خاوند کے بیٹے کہلاتے ہیں۔ اسی کا گوتر ذات ہوتا ہے اور اُسی کی جائداد کے وارث ہو کر اسی گھر میں رہتے ہیں"

(ستیارتھ پرکاش دفعہ ۱۱۹ صفحہ ۱۸۹)

زنا میں بھی یہی ہوتا ہے۔ اگر کسی کی بیوی سے کسی کا ناجائز تعلق ہو تو اس عورت کی اولاد اپنے خاوند کی

اولاد بھی جاتی ہے اور اسی کی وارث ہوتی ہے۔ حالانکہ قانوناً اور اخلاقاً جس کا نطفہ ہو۔ اسی کی گوتر اور وارث ہوتا ہے۔ مگر مخفی یارانہ کی وجہ سے چونکہ ظاہر نہیں ہوتا اس لئے ایسا واقع ہوتا ہے۔ ورنہ دنیا کے کسی خطہ کا قانون ابھی تک اس قسم کے کرایہ کے نطفہ کو جائز قرار نہیں دیتا۔ بلکہ اس کو ناجائز اور حرام کی ولادت قرار دیتا ہے۔ اِس تعلیم کی رو سے تمام آریوں کی ولادت مشکوک ہوجاتی ہے ابھی اور سنو :-

۱۱- "بیاہی عورت مرد کو باہم خدمت اور پرورش کرنی لازم ہے، مگر نیوگ شدہ عورت کا اس قسم کا کوئی تعلق نہیں رہتا۔" (ستیارتھ پرکاش دفعہ ۱۱۱ جواب ۳ صفحہ ۱۱۹)

۱۲- "بیاہی عورت مرد کا تعلق دونوں کی موت تک رہتا ہے۔ مگر نیوگ شدہ عورت مرد کا تعلق کاریہ کے بعد چھوٹ جاتا ہے۔" (ستیارتھ پرکاش باب ۴ دفعہ ۱۱۱ جواب ۶ صفحہ ۱۸۹)

ان دونو حوالوں نے تو معاملہ بالکل صاف کر دیا۔ زنا میں بھی یہی ہوتا ہے۔

۱۳- "بیاہی عورت مرد باہم گھر کے کاموں کو سرانجام دیتے ہیں۔ کوشش کرتے اور نیوگ شدہ عورت مرد اپنے اپنے گھر کے کام کرتے ہیں۔" (ستیارتھ باب ۴ دفعہ ۱۱۱ جواب ۸ صفحہ ۱۹۸)

زنا کاری میں بھی یہی ہوتا ہے کہ کام کیا اور الگ ہوتے اور نیوگ میں بھی یہی صورت ہے جس طرح زانی زانیہ کے پاس حق محبت ادا کر کے اپنی حاجت روائی کرتے اور پھر الگ ہوجاتے ہیں اور پھر اس کو کوئی حق نہیں رہتا کہ اس کو چھو بھی جائے۔ اسی طرح نیوگ میں بھی ہدایت کی گئی ہے۔ ہاں اگر کسی کا دل پھنس جائے تو پھر کوئی ہدایت نامہ کارگر نہیں ہوتا۔ کیونکہ دل بے اختیار ہے۔ پس ایسی بے تعلقی میں مجامعت کا نام بیاہ ہے تو ایسے بیاہ تو روزانہ چار چار آنہ میں ہو رہے ہیں۔ کوئی نئی اور اعلیٰ بات تو اس میں نہیں۔ بلکہ ان چار چار آنہ والیوں کی تو گورنمنٹ بھی بوقت ضرورت دادرسی کرتی ہے اور حق تلفی ہونے پر اُن کی فریاد کو سُنتی ہے مگر نیوگ کے متعلق تو گورنمنٹ نے بھی خلاف فیصلہ دے کر زنا کاری قرار دیا ہے۔

(ملاحظہ ہو فیصلہ اسسٹنٹ کمشنر پشاور۔ سناتن دھرم گزٹ اپریل ۱۹۰۴ء)

۱۴- نیوگ بیوہ ہی کے لیے نہیں۔ بلکہ خاوند یا عورت کی موجودگی میں بھی ہو سکتا ہے۔ سنیئے فرمایا ہے:-

"نیوگ جیتے جی بھی ہوتا ہے۔ جب خاوند اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو۔ تب اپنی عورت کو اجازت دے کہ اے نیک بخت اولاد کی خواہش کرنے والی عورت تو مجھ سے علاوہ دوسرے خاوند کی خواہش کر کیونکہ اب مجھ سے تو اولاد نہ ہوسکیگی۔ تب عورت دوسرے کے ساتھ نیوگ کر کے اولاد پیدا کرلے۔"

"لیکن اب بیاہ ہے عالی حوصلہ خاوند کی خدمت میں کمربستہ رہے۔ ویسے ہی عورت بھی جب بیماری وغیرہ میں پھنس کر اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو۔ تب اپنے خاوند کو اجازت دے کہ اے مالک! آپ اولاد کی اُمید مجھ سے چھوڑ کر کسی دوسری بیوہ عورت سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کیجیئے۔"

(ستیارتھ ب ۴ دفعہ ۱۳۸ صفحہ ۱۹۸)

اِس حوالہ میں الفاظ نیک بخت اور عالی حوصلہ قابلِ غور ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور نیک بختی کیا ہوگی کہ خود ہی اپنی بیوی کو زنا کی تحریک کر کے اپنے لئے راستہ کھول رہا ہے۔ پھر اس سے بڑھ کر عالی حوصلگی

کیا ہوگی کہ اپنی غیرت وعزت کو خیرباد کہہ کر اپنے ننگ و ناموس اور اپنی محبوبہ کو دوسرے اگنی منتنڈے کے سپرد کر رہا ہے۔ یہ بے نظیر عالی حوصلگی قابل آفرین ہے۔ خاوند کی موجودگی میں دوسرے کی بغل میں جاکر سونا اور خالص کاریہ کرانا مذکورہ بالا زنا کے قواعد کے ماتحت آتا نہیں تو اور کیا ہے؟ ادم شیم! عورت کا نیوگی تلاش کرنا بھی نرالا قانون ہے۔

۱۵۔ بغیر اولاد کی ضرورت اور خواہش کے صرف شہوت رانی کے لئے نیوگ جب ثابت ہو۔ اور ہو بھی خاوند کی موجودگی اور اس کے نکاح میں ہونے کی حالت میں۔ تو سوائے زنا کے اور کیا نام رکھا جاسکتا ہے۔ سُنیئے :-

"اگر بیاہا خاوند دھرم کی غرض سے غیر مُلک میں گیا ہو تو عورت آٹھ برس۔ اور اگر علم اور نیک نامی کے لئے تو چھ برس اور دولت وغیرہ کے لئے تو تین برس تک انتظار کرکے پھر نیوگ کرکے اولاد حاصل کرے۔ جب شادی شدہ خاوند آوے تب نیوگ شدہ خاوند سے قطع تعلق ہوجاوے۔"

(ستیارتھ باب ۴ دفعہ ۱۴۰ صفحہ ۱۹۸)

اِس حوالہ نے تو پردہ ہی اُٹھا دیا۔ مزید تشریح کا محتاج نہیں۔ صرف اِس قدر جتا دینا ضروری ہے کہ حوالہ ۱۲ میں سوامی جی نے فرمایا تھا کہ کاریہ یعنی مجامعت کرنے کے بعد تعلق نہیں رہتا۔ مگر اس میں بتایا گیا ہے کہ جب تک خاوند باہر سے واپس نہ آوے تب تک نیوگی اور نیوگن تعلق قائم رکھیں۔ اس کے واپس آنے پر قطع تعلق کریں۔ عجیب فراخدلی اور عالی حوصلگی ہے۔

۱۶۔ سب سے زبردست پرمان یعنی حکم سوامی جی کا جو پُکار پُکار کر کہہ رہا ہے کہ نیوگ ناجائز طور پر شہوت رانی کا زبردست آلہ ہے۔ لیجئے سُنیئے اور سُنایئے۔ فرماتے ہیں :-

سوال: "جب ایک بیاہ ہوگا۔ ایک مرد کے لئے ایک عورت اور ایک عورت کے لئے ایک مرد رہیگا اس عرصہ میں عورت حاملہ۔ دائم المریض یا مرد دائم المریض ہوجاتے اور دونوں کا عالم شباب ہو اور رہا نہ جاتے تو پھر کیا کریں؟

جواب :- "اگر حاملہ عورت سے ایک سال صحبت نہ کرنے کے عرصہ میں مرد یا دائم المریض مرد کی عورت سے رہا نہ جاتے تو کسی سے نیوگ کرکے اس کے لئے اولاد پیدا کرے۔ لیکن رنڈی بازی یا زنا کاری نہ کریں۔"

(ستیارتھ پرکاش باب ۴ دفعہ ۱۴۶ صفحہ ۲۰۰)

"رہا نہ جاتے" کا جملہ قابلِ غور ہے۔ سوامی جی کا بطور ٹیپ کے مصرعہ کے ہر حکم نیوگ کے آخر میں یہ لکھ دینا کہ "نیوگ کرکے اولاد پیدا کرے" صرف نیوگ کی قباحت اور گندگی کا چھپانا ہے۔ ورنہ اِسی حوالہ میں ہی دیکھ لیں کہ جب اس کی عورت حاملہ ہے تو ضرور ہے کہ اس کے لئے کوئی نونہال جنے گی۔ پھر اولاد پیدا کرنے کی کیا ضرورت لاحق ہوئی۔ وہی "رہا نہ جاتے" والا مسئلہ ہی حل کرنا مقصود ہے اور یہی زنا اور شہوت رانی ہے۔ جو ثابت ہے۔ اب کہاں ہیں وہ جو اسلام کے پاک مسئلہ تعدد ازدواج پر اعتراض کرتے ہیں۔ تعدد ازدواج میں قدرتاً اور فطرتاً ایک آدمی کئی عورتوں سے کئی لڑکے پیدا کرسکتا ہے۔ مگر ایک

عورت کئی مردوں سے سوائے شہوت مٹانے کے اور کچھ حاصل نہیں کر سکتی۔ اگر مختلف اوقات میں نیوگ کے بہانہ دس مردوں کے پاس گئی اور بد قسمتی سے کسی کا نطفہ ٹھہر گیا تو وہ مشترکہ اور معجون مرکب بچہ ہو گا۔ جس کا والی وارث وہی ہو سکتا ہے جو اسی طرح پیدا ہُوا ہو!

ویدک تہذیب کے نمونے

بعض دفعہ بعض بدزبان آریہ سماجی مسلم مناظرین کے سامنے بے سروپا روایات اور تفاسیر کے حوالے پڑھ دیتے ہیں۔ مگر جب ان کو کہا جائے کہ یہ تحریرات جماعت احمدیہ کے مسلمات میں سے نہیں ہیں۔ لہٰذا حجت نہیں تو آریہ سماجی جواب دیتے ہیں کہ یہ ترجمہ اور تفسیر ہماری طرف سے تو نہیں ہے خود تمہارے ہی "مسلمان بھائیوں" کی تحریر کردہ ہے۔ اس کے جواب میں ویدکی مندرجہ ذیل تفسیر پڑھی جا سکتی ہے جو پنڈت مہیدھر فاضل وید نے آج سے سینکڑوں سال قبل کی ہے۔ جس طرح آریہ اس تفسیر کو تسلیم نہیں کرتے اسی طرح احمدیوں کے مقابلہ میں غلط اور بے بنیاد روایات اور تفاسیر بھی حجت نہیں ہو سکتیں۔ خادم

۱۔ مہیشی (زنِ یجمان) رُو برُوئے جملہ مہتمان یگیہ نزد اسپ افتادہ مے گوید۔ اے اسپ! من در رحم خود نطفہ تو کہ از و حمل قرار مے یابد میگیرم تو ہم آں نطفہ را در رحم من بینداز۔"

(یجروید ادھیائے ۲۳ منتر ۱۹ بحوالہ رگ وید آدی بھاش بھومکا مصنفہ پنڈت دیانند سرسوتی مترجم اُردو نہال سنگھ کرنالوی صفحہ ۱۸۷ و بھومکا اصل ہندی صفحہ ۳۳۵)

۲۔ "کار پردازان یگیہ زنان و دوشیزگان بہ انگشت ہائے خود شکل اندام نہانی ساختہ بطریق تمسخر میگویند کہ بوقت زود گامئے زنان آواز ہلہلا مے خیزد۔ وقتیکہ عضوِ مرد مثل کنجشک در اندام زن مے رود۔ زن آں نرا در جسم خود مے خورد و انزال میکند و در آں وقت آواز گلگلا مے خیزد و دوشیزگان بہ انگشت ہائے خود صورت عضوِ مرد نمایند و میگویند کہ روزنِ خُشفہ با روئے تو مشابہت دارد۔"

(یجروید ادھیائے ۲۳ منتر ۲۲۔ رگ وید آدی بھاش بھومکا مترجم اردو صفحہ ۱۸۹ و ہندی صفحہ ۳۵۱)

۳۔ "اندام زن را دست کشیدہ فراخ بکند تاکہ آں کشادہ شود۔"

(یجروید ادھیائے ۲۳ منتر ۳۶ بھومکا اُردو صفحہ ۱۹۰)

قدامت روح و مادہ

آریوں کے دلائل کی تردید

دلیل اوّل:۔ خدا قدیم سے ہے اور اس کی صفات بھی قدیم سے ہیں اور منجملہ اس کی صفات کے مالک کی صفت بھی ہے اور مالک بغیر مملوک کے نہیں پایا جاتا۔ پس ساتھ اس کا کوئی مملوک قدیم سے ہونا ضروری ہے اور وہ رُوح و مادہ ہے۔

جواب:۔ ہم بھی مانتے ہیں کہ وہ قدیم سے مالک اور خالق ہے مگر مملوک کو رُوح و مادہ میں

مقید کرنا کونسی عقلمندی ہے۔ ہم بھی قدامتِ نوعی کے قائل ہیں۔ نہ قدامتِ شخصی کے یعنی مخلوق کی انواع میں سے کوئی نہ کوئی قدیم سے چلی آتی ہے اور خدا تعالیٰ کی تمام صفات کا تعطل ایک وقت میں ہم نہیں مانتے۔ یہ دلیل آریوں کی بعینہٖ عیسائیوں کی اس دلیل جیسی ہے جو وہ تثلیث کے ثبوت میں پیش کیا کرتے ہیں کہ وجود معلولات متعددہ علل متعددہ کو چاہتا ہے۔ پس علل کی کثرت ماننی پڑتی ہے پس تثلیث ثابت (زیادہ علل کیوں نہیں؟ صرف تین کیوں؟) اسی طرح آریہ لوگ بھی خدا کی صفت "مالک" ثابت کرنے کے لیے رُوح و مادہ کو پیش کرتے ہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں رُوح و مادہ کے بغیر اور بھی اشیاء ہو سکتی ہیں۔

دلیل دوم:۔ ہمارا مشاہدہ بتاتا ہے کہ ہر چیز کی کوئی نہ کوئی علت مادی ضرور ہوتی ہے۔ پس روح و مادہ کی علت کیا ہے؟

جواب نمبر ۱:۔ ہمارا مشاہدہ ہے کہ ہر چیز کی صنع کے لئے آلات ضروری ہیں مگر تم خود پرمیشور کو آلات کے بغیر کام کرنے والا مانتے ہو (دیکھو رگ وید آدی بھومکا صفحہ ۹۰۶)

جواب نمبر ۲:۔ علت مادی مرکبات کی ہوتی ہے۔ کیونکہ مرکب وہ ہے جو دو سے بنے پس وہ دونوں اس کی علت ہونگے۔ مگر مفرد تو کسی سے بنا نہیں۔ اس لیے مرکبات کے قاعدہ کو اس پر چسپاں کرنا بالکل فضول ہے۔

دلیل سوم:۔ نیست سے ہست اس لئے نہیں ہو سکتا کہ نیستی کے معنے ہیں۔ کچھ بھی نہیں اور جو نہ ہو اس سے ہو جائے یہ محض ہنسی ہے۔

جواب نمبر ۱:۔ ہمارا یہ کہنا کہ صندوق لکڑی سے بنا ہے اور یہ کہنا کہ مادہ خدا کی قدرت سے بنا ہے۔ دونوں میں فرق یہی ہے کہ پہلے میں علتِ مادی مراد ہے اور دوسرے میں علتِ فاعلی۔

(رگ وید بھاش بھومکا صفحہ ۸۰)

خدا کے لئے سب ہست ہے۔ نیست اور ہست تو ہم انسان اپنی نسبت سے بولتے ہیں۔ اُس کی علتِ فاعلی سب کچھ کر دکھاتی ہے۔

اس دلیل کے متعلق ایک سوال اور اس کا جواب

قرآن مجید کی آیت کُنْ فَیَکُوْنَ (سورۃ البقرۃ: ۱۱۸) پر اعتراض کہ کُنْ کس کو کہا؟

جواب نمبر ۱:۔ زید کا نقشہ پرمیشور کو معلوم تھا یا نہ؟ اگر معلوم تھا تو کس کا نقشہ معلوم تھا؟ نیز یہ محاورہ ہے۔

جواب نمبر ۲:۔ انسان جب اپنے ذہن میں کوئی نقشہ کھینچتا ہے۔ مثلاً کسی مکان بنانے کا نقشہ۔ تو بنانے کے وقت اسباب و آلات کی تلاش و پڑتال میں لگ جاتا ہے اور اُسے خارجی وجود میں لاتا ہے۔ مگر خدا چونکہ خود آلہ ہے۔ اس لئے وہ ایسا نہیں کرتا بلکہ وہ صرف امرِ کُنْ سے بنا دیتا ہے۔

دلیل چہارم:۔ ہمارا مشاہدہ ہے کہ ہر خلق مادہ سے ہوتی ہے۔

جواب:۔ موجودہ قانون یا مشاہدہ دلیل نہیں کیونکہ:۔

د۔ جس طرح اب ہر چیز مادہ سے بنتی ہے اور پہلے لازماً عدم سے وجود میں آئی تھی۔ اسی طرح اب انسان مرد اور عورت سے پیدا ہوتے ہیں۔ مگر پہلے بلا باپ و ماں۔ کیونکہ ابتداء ماننی لازم ہے۔
(ستیارتھ باب ۸ دفعہ ۴۲ صفحہ ۳۳۶)

دیکھو خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا (سورۃ الفرقان ۳) یعنی ہر شئے عدم سے وجود میں آتی ہے مگر بعد میں ایک اندازہ سے آتی ہے)۔

ب۔ الہام اب نہیں ہوتا۔ ہاں ابتداء میں ہوا بقول تمہارے۔ اسی طرح خلق کو قیاس کرو۔

ج۔ ہمارے مشاہدہ میں پرے نہیں۔

د۔ ہمارے مشاہدہ میں مادہ اصل حالت میں نہیں۔ (ص۱ و دیباچہ ستیارتھ پرکاش) آریہ لوگ ابتداء میں مخلوق کا پیدا ہونا اسی طرح مانتے ہیں کہ کھیتوں کی طرح اُگ پڑے تھے۔ پس اگر یہ ایسا ہی ہوا تھا تو اس کی نظیر دو۔ ورنہ شرماؤ۔

عقلی دلائل حدوثِ رُوح و مادہ پر

دلیل اوّل:۔ وہ قادر مطلق ہے۔ سرب شکتیمان ہے۔ پس چونکہ وہ قادرِ مطلق ہے۔ اس لئے ہر کام وہ کرسکتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (البقرۃ: ۱۴۹)

(اعتراض:۔ خدا اپنے جیسا خدا نہیں بنا سکتا۔ نہ وہ مر سکتا ہے؟

جواب نمبر ۱:۔ تمام صفات مساوی ہیں۔ اپنی مثل بنانا قدرت نہیں بلکہ کمزوری ہے کیونکہ دوسری صفات کٹتی ہیں۔ چونکہ اس کی صفات میں سے حیّ ہونا اور واحد ہونا ہے۔ اگر وہ مثل بنائے تو واحد نہیں رہتا۔ اپنے آپ کو مار دے تو حیّ نہیں رہتا۔ مگر مادہ اور رُوح میں کونسی صفت کٹتی ہے؟

جواب نمبر ۲:۔ کوئی معیار پیش کرو۔ ورنہ قادرِ مطلق نہ مانو۔ ہاں انسان سے زیادہ قادر مانو۔ اسی طرح انسان بمقابلہ حیوان کے اور ایک ڈاکٹر بمقابلہ کمپونڈر کے قادرِ مطلق ہے۔

دلیل نمبر ۲:۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔ (الرعد: ۱۷)

۱۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے۔ کیونکہ اگر وہ بعض چیزوں کا خالق نہ ہو۔ تو واحد نہ ہوگا۔ یعنی واحد فی الصفات۔

۲۔ اگر وہ ہر چیز کا خالق نہیں تو وہ اُن اشیاء پر غلبہ جائز طور پر پانے کا مستحق نہیں۔ اسی کی تائید کرتی ہے یہ آیت وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً (الانعام: ۶۲)

اعتراض:۔ انسان بھی اکثر اشیاء کا مالک ہے اور اُسے غلبہ حاصل ہے۔ بدوں خلق کے۔

جواب نمبر ۱:۔ خدا کی اجازت سے۔ جواب نمبر ۲:۔ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (الشوریٰ: ۱۲)
پس اُس کی مِلک اور انسان کی مِلک میں فرق ہونا چاہیئے۔

اعتراض:۔ ہم بھی موجود ہیں۔ خدا بھی موجود ہے۔ ہم بھی ابدی ہیں۔ خدا بھی ابدی ہے تو توحید فی الصفات کیسے ہوئی۔ بلکہ اشتراک ثابت ہوا۔

جواب :۔ ہم اُس کے قائم رکھنے سے موجود ہوتے۔ وہ خود قدیم ہے مگر رُوح و مادہ کا وجود حادث ہے۔ دلیل یہ ہے کہ خدا چاہے تو قائم نہ رکھے یا ابدی نہ بناتے۔ مگر رُوح کو نہیں مٹاتے گا۔

(دیکھو سورۃ ہود رکوع ۹ آیت ۱۰۴ تا ۱۰۹)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ۔ (البقرہ: ۲۵۶) حی پر اعتراض تھا مگر قیُّوم نے دُور کر دیا۔

دلیل نمبر ۲ :۔ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا۔ (سورۃ الفرقان: ۲) یعنی ہر چیز سوائے باری تعالیٰ کے مخلوق ہے۔ کیونکہ محدود ہے اور محدود کا محدِد چاہیئے اور رُوح اور مادہ بھی محدود ہیں۔

(دیکھو ستیارتھ پرکاش دفعہ ۱ صفحہ ۳۱۵)

دلیل نمبر ۳ :۔ اگر رُوح پیدا نہیں ہوسکتی۔ تو لازماً خدا نجات یافتہ لوگوں کو دُنیا میں بھیجے گا اور یہ ظلم ہے۔ دیانندجی کو دقت پیش آئی تو وہ مکتی کو قید سے تعبیر کرنے لگے۔

دلیل نمبر ۵ :۔ روح و مادہ کو اور ان کے خواص کو قدیم ماننے سے ذاتِ باری پر دلیل قائم نہیں رہتی کیونکہ جب بڑا کام خود ہوا تو چھوٹا کام کیوں نہ خود ہوا؟

دلیل نمبر ۶ :۔ صفات کی فنا ذات کی فنا ہے۔ اس لئے آریوں کے نزدیک جس طرح رُوح کی ذات مخلوق نہیں۔ اسی طرح صفات بھی مخلوق نہیں۔

پس اگر ثابت ہو کہ صفات میں تغیّر ہے تو ذات میں بھی تغیّر ماننا پڑے گا اور ہر متغیّر قائم بالذات ہے صفات کا تغیّر۔ دیکھو نیک سے بد۔ اور بد سے نیک۔ جاہل سے عالم اور عالم سے جاہل۔

دلیل نمبر ۷ :۔ خدا ظرف ہے۔ رُوح مظروف ہے، ظرف پہلے ہونا چاہیئے۔

دلیل نمبر ۸ :۔ رُوح و مادہ محتاج الغیر ہیں یا نہیں؟ اگر محتاج ہیں تو قدیم نہ ہوتے۔ اگر محتاج نہیں تو پھر ماتحت نہیں ہوسکتے۔

دلیل نمبر ۹ :۔ تین چیزیں ازلی ہیں۔ (ستیارتھ صفحہ ۲۴۰) پھر پانچ ازلی (ستیارتھ صفحہ ۲۴۵) دلیل کہ آکاش ازلی ہے (صفحہ ۲۴۰ و صفحہ ۲۵۳ ستیارتھ) آکاش مخلوق ہے (بھومکا صفحہ ۶) پھر زمانہ فانی ہے (صفحہ ۱۲ ستیارتھ) اور آکاش فانی ہے (صفحہ ۲۵۳ ستیارتھ) سب سے پہلے خدا کا ہونا ضروری ہے۔ (ستیارتھ صفحہ ۵۱۵)

زمانہ جس طرح دوبارہ پیدا ہوتا ہے بغیر علّتِ مادی کے۔ اسی طرح مادہ بھی بغیر علّتِ مادی کے پیدا ہوسکتا ہے۔ (دیکھو حوالجات رگ وید بھومکا صفحہ ۵۳، ۲۳، ۷۰، ۷۸)۔

دلیل نمبر ۱۰ :۔ اگر وہ خلق نہیں کر سکتا تو وہ عالم نہیں۔ اگر وہ عالم ہے تو خالق بھی ہے۔ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ۔ (یٰس: ۸۰)۔

پس جبکہ کامل علم خالق ہونے کا مقتضی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کا خالق نہ ہونا اُس کے نقص علم پر دلیل ہے۔

دلیل نمبر ۱۱ :۔ ستیارتھ صفحہ ۲۴۵ جیو اور پرکرتی کے صفات اور فعل اور عادات ازلی ہیں۔

۲۔ خدا تو مرکب کو بھی بدل نہیں سکتا۔ (ستیارتھ صفحہ ۲۸۱)

۳- جو قدرتی اصول ہیں۔ مثلاً آگ گرم۔ پانی ٹھنڈا وغیرہ اس کی طبعی صفات کو پرمیشور بھی نہیں بدل سکتا۔ (ستیارتھ ص ۲۸۱)

جہاں جیو اور پرکرتی کے صفات دیئے گئے ہیں وہاں مادہ سے تعلق پیدا کرنے کا حق نہیں۔ یا طریق تعلق پیدا کرنے کا بتاؤ۔

دلیل نمبر ۱۲:۔ ستیارتھ۔ جس مادہ سے رُوح بنائی جاوے وہ آخر ختم ہو جائیگا۔

دلیل نمبر ۱۳:۔ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ اَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ ۔ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بَلْ لَّا یُوْقِنُوْنَ۔ (سورۃ الطور: ۳۶، ۳۷) یعنی منکرین حدوث روح و مادہ کہتے ہیں کہ روحیں پیدا نہیں ہوئیں (۱) کیا وہ بغیر علل کے خود بخود ہیں؟ اور ظاہر ہے کہ یہ ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ اس سے ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہے جو محال ہے (۲) دوسری شق یہ ہو سکتی تھی کہ خود علت ہوں، لیکن اگر ایسا ہو تو اس سے تقدم الشی ءعلی نفسہٖ لازم آتا ہے جو محال ہے۔ (۳) جو علت العلل ہوں اور آسمانوں اور زمینوں کے مالک ہوں تو اس سے تعدد لازم آتا ہے جو محال ہے۔ علاوہ ازیں خالق مخلوق کا محتاج نہیں۔ مگر ہم زمین و آسمان کے محتاج ہیں۔ اگر یہ ہماری مخلوق ہوتے تو ہم ان کے محتاج نہ ہوتے۔

دلیل نمبر ۱۴:۔ یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا۔ (بنی اسرائیل: ۸۶) آریہ لوگ جو حدوث روح و مادہ کے منکر ہیں کسی زمانہ میں سوال کریں گے کہ رُوح کیا چیز ہے۔ آیا حادث ہے یا قدیم ہے۔ جواب میں کہدے کہ یہ میرے رب کی مخلوق میں سے ہے۔ لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ۔ (الاعراف: ۵۵) قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا۔ (بنی اسرائیل: ۸۹) دلیل اس کا (رُوح کا) علم ناقص ہے۔ اگر قدیم سے ہوتی تو علم کامل ہوتا۔ جیسے خدا کا علم کامل ہے۔

پس ان دلائل سے حدوث ثابت ہوا۔ آریوں کے اعتراضات بالکل کچے ہوتے ہیں۔ جیسے دہریوں کے ہوتے ہیں۔ دہریہ بھی کہا کرتے ہیں کہ خدا اگر ہے تو بتاؤ وہ کیا چیز ہے؟ یہی سوال ایک دفعہ ایک کمہار کے لڑکے نے کیا جس کے جواب میں کہا گیا کہ خدا چیز نہیں کیونکہ چیزوں کو تو وہ پیدا کرتا ہے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ تم سے پوچھا جاوے کہ تمہارا باپ کونسا برتن ہے۔ تو تم کہوگے کہ برتن تو میرا باپ بنایا کرتا ہے۔ وہ برتن نہیں۔ اسی طرح خدا بھی خالق الاشیاء ہے۔

دلیل نمبر ۱۵:۔ ارواح و مادہ صاحب علم و ارادہ نہیں۔ اگر صاحب علم و ارادہ ہیں تو پھر کیوں وہ آپس میں نہیں مل جاتے اور صاحب علم و ارادہ کے بغیر کوئی خلق نہیں ہو سکتی۔ پس روح و مادہ مخلوق ہیں نہ کہ خود بخود۔

دلیل نمبر ۱۶:۔ اگر روح و مادہ مخلوق نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ خالق نہیں بلکہ صرف ایک معمار کی حیثیت رکھتا ہے حالانکہ یہ بات مسلمات آریہ کے خلاف ہے۔

دلیل نمبر ۱۷:۔ جب روح و مادہ اللہ تعالےٰ کے ماتحت ہیں تو پھر وہ خود بخود کیونکر ہو سکتے ہیں۔ اگر

کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ماتحت ہونا ان کی فطرتی اور ذاتی صفت ہے تو ہم کہیں گے کہ پھر وہ کیوں اطاعت الٰہی میں تکلیف محسوس کرتی ہیں۔

دلیل نمبر ۱۸:۔ روحوں کا اللہ تعالیٰ سے ذاتی محبت رکھنا جیسے ان کو ایک بچہ سے ذاتی محبت ہوتی ہے کیونکہ اس سے نکلا ہوا ہوتا ہے۔ یہی صاف دلیل ہے کہ یہ اس سے نکلا ہوا ہے اور وہ صرف مخلوق ہونے کی حالت ہے۔

دلیل نمبر ۱۹:۔ رُوحوں کی اپنی کمزوری کی وجہ سے ایک عالم اور فیاض ہستی کا محتاج ہونا بھی انکے مخلوق ہونے پر ایک زبردست دلیل ہے۔

دلیل نمبر ۲۰:۔ آریہ سماج کا یہ ادّعا کہ چونکہ مادہ "اجزائے لایتجزیٰ" (ATOMS) کا نام ہے جو ناقابلِ تقسیم و تفریق ہیں اس لئے مادہ ازلی ہے موجودہ عالمگیر جنگ میں سائنس نے (ATOM BOMB) ایٹم بم کی ایجاد سے باطل ثابت کردیا ہے کیونکہ وہ ATOM جسے پہلے "لا یتجزیٰ" یعنی ناقابلِ تقسیم خیال کیا جاتا تھا۔ اب تقسیم کے قابل ہی ثابت نہیں ہوا۔ بلکہ اسے فی الواقع تقسیم کرکے فنا کردیا گیا ہے۔ پس جب مادہ فانی ثابت ہوگیا تو وہ ابدی بھی نہ رہا اور معلوم ہوگیا کہ خدا تعالیٰ ہی مادہ کا پیدا کرنے والا ہے۔ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ۔
(خادم)

حدوثِ رُوح اور مادہ کے اِثبات پر ویدوں اور اپنشدوں سے

نقلی دَلائِل

۱۔ "اے انسانو! مَیں ایشور سب سے پہلے موجود اور ساری دُنیا کا مالک ہوں۔ مَیں جگت کی پیدائش کا قدیم باعث ہوں۔ تمام مال و دولت پر غالب اور اس کا بخشنے والا ہوں۔"

(رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۱۲۱ منقول از ستیارتھ پرکاش باب ۸ دفعہ ۹ ص ۲۷۵)

اِس سے معلوم ہوا کہ سب سے اوّل خدا تعالےٰ تھا۔ اُس نے سب کو پیدا کیا۔ وہی سب کی پیدائش کا قدیم باعث ہے۔

۲۔ "جس وقت یہ ذرّوں سے مل کر دُنیا پیدا نہیں ہوئی تھی اُس وقت یعنی کائنات سے پہلے است یعنی شونیا اکاش (فضا) بھی نہیں تھی۔ کیونکہ اُس وقت اس کا کاروبار نہ تھا۔ اُس وقت ست (پرکرتی) یعنی کائنات کی غیر محسوس علّت جس کو ست کہتے ہیں وہ بھی نہ تھی۔ اور نہ پرمانو تھے اور وراٹ (کائنات) میں جو اکاش دوسرے درجے پر آتا ہے وہ بھی نہ تھا بلکہ اُس وقت صرف پر برہم کی سامرتھ (قدرت) جو نہایت لطیف اور اس تمام کائنات سے برتر و بے علّت ہے موجود تھی۔" (بھاش بھومکا اُردو ص ۸۶)

۳۔ "اُس پُرش (پرمیشور) نے پرتھوی یعنی زمین کے بنانے کے لئے پانی سے رس کو لے کر مٹی کو بنایا۔ اِسی طرح آگ کے رس سے پانی کو پیدا کیا۔ اور آگ کو ہوا سے اور ہوا کو اکاش سے اور اکاش کو پرکرتی سے اور پرکرتی کو اپنی قدرت سے پیدا کیا۔" (بھاش بھومکا اُردو ص ۸۶ پیدائش عالم کا بیان منتر ۱۷)

۴۔ "اُس پرش (پرمیشور) کی غایت درجہ قدرت ہی اس دُنیا کے بنانے کا مصالحہ و مواد ہے کہ جس سے یہ سب دُنیا پیدا ہوئی۔ سو پرمیشور سب کے چاہنے والا ہو کر اس دو قسم کی دنیا کو مرصع و مسجع کرتا ہے وہ ایشور اس کا (دُنیا کا بنانے والا) دنیا میں محیط ہو کر دیکھ رہا ہے"۔

(بحاشیہ بھومکا ہندی صـ۱۲۲ بحوالہ یجروید ۳۱/۴)

۵۔ "دیوتاؤں کے پہلے یُگ میں نیستی سے ہستی پیدا ہوئی" (یعنی دیوتاؤں سے پیشتر زمانہ میں نیستی سے ہستی پیدا ہوئی۔ (رگوید منڈل ۱۰)

۶۔ "پرکرتی وغیرہ اعلیٰ ولطیف کائنات اور گھاس مٹی چھوٹے کیڑے کوڑے وغیرہ ادنیٰ مخلوقات نیز انسان کے جسم سے لے کر اکاش تک متوسط درجہ کی کائنات یہ تینوں قسم کی دُنیا پرش (پرمیشور) نے اپنی قدرت سے پیدا کیں"۔ (اتھرون وید کانڈ ۱۰ انوواک ۴ منتر ۸ منقول از بھومکا)

۷۔ "اس کائنات سے پہلے صرف ایک آتما (پرمیشور) ہی تھا۔ اور کوئی دوسری (قابل تمیز) چیز نہ تھی"۔ (رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا صـ۵۳ منقول از نیک اُپنشد ادھیائے ۱ کنڈ ۱ اصلاح وید پر بحث)

۸۔ "اس سے پہلے محیط کل پرمیشور ہی تھا"۔ (شت پتھ برہمن کانڈ ۱۱ ادھیائے رگوید صـ۵۳)

۹۔ "اس سے پہلے دُنیا کچھ بھی نہ تھی"۔ (شت پتھ برہمن کانڈ ۱۱ ادھیائے رگوید صفحہ ۵۳)

۱۰۔ "چونکہ وہ پرمیشور ان یا مٹی وغیرہ کل کائنات فانی سے الگ اور جینے مرنے سے مبرا ہے اس لیے وہ بذاتہٖ غیر مولود اور سب کو پیدا کرنے والا ہے۔ وہی (خدا) اس کائنات کو اپنی قدرت سے بناتا ہے اس کی کوئی علت نہیں ہے بلکہ سب کی علتِ اولین علت فاعلی اِسی پرمیشور کو جاننا چاہیئے"۔ (رگ وید بھاش بھومکا صـ۴۳)

۱۱۔ "اے عزیزو! پرمیشور اس دُنیا میں پیشتر موجود تھا۔ وہ اپنی ذات سے ایک اور بے عدیل تھا"۔ (اس حوالہ سے صاف معلوم ہو گیا کہ سب سے اوّل صرف پرمیشور ہی اکیلا اور بے عدیل تھا۔ اگر روح و مادہ بھی اُس کی طرح قدیم ہوتے تو ان کا ساتھ ہی ذکر ہوتا) ۔ (رگ وید آدی بھومکا اُردو صفحہ ۱۳ مترجم نہال سنگھ)

۱۲۔ "پرلے (قیامت) کے وقت یہ کائنات اسی کی قدرت میں سما جاتی ہے"۔ (بھومکا اردو صـ۱۳)

۱۳۔ "اور اُسی کی قدرت سے پھر یہ کائنات دوبارہ پیدا ہوتی ہے"۔ (ایضاً)

۱۴۔ "یہ تمام کاروبار عالم اور روئے زمین تیری قدرت میں اس طرح قائم ہے۔ جیسے ماں کے پیٹ میں بچہ ہوتا ہے"۔ (بھومکا اردو صـ۱۸۶)

۱۵۔ "وہی تمام دُنیا کا پیدا کرنے والا۔ قائم رکھنے والا۔ فنا کرنے والا"۔ (ستیارتھ صـ۳۱ نواں ایڈیشن)

۱۶۔ "مجھ پرمیشور کو ہی ساری دُنیا کا پیدا کرنیوالا سمجھو"۔ (ستیارتھ پرکاش صـ۲۰۳)

۱۷۔ "وہ بآسانی تمام بلا امداد غیرے تمام دُنیا کو بناتا ہے تو پھر ساتھ ہی اس کو رُوح اور مادہ کا محتاج ٹھہرانا دو متضاد باتیں ہیں"۔ (ستیارتھ پرکاش صـ۲۰۳)

۱۸۔ "اس جہان میں جو کچھ ہے اس تمام مخلوق کا بنانیوالا ہوں"۔ (ایضاً)

۱۹- "اس (خدا) کے دل میں خواہش ہوئی کہ اپنے بدن سے اس قسم کی خلقت پیدا کرنی چاہیئے۔ تو اُس نے پہلے پانی (روح) کو پیدا کیا۔ پھر اس نے پانی میں بیج ڈالا۔" (منوادھیائے ۱ شلوک ۸)

۲۰- "چونکہ وہ متحرک اور ساکن جہان کو زندہ اور قائم رکھتا ہے اس واسطے وہ تمام قادروں سے قادر ہے۔"
(ستیارتھ صفحہ ۱۴۲)

۲۱- "جو چیز ترکیب سے پیدا ہوتی ہے وہ ازلی ابدی کبھی نہیں ہو سکتی اور فعل بھی پیدائش اور فنا سے آزاد نہیں ہے۔" (ستیارتھ ۸ دفعہ ۲۸ ص ۳۲۹)

۲۲- رُوح میں ترکیب و تفریق ہے۔ (ستیارتھ پرکاش ۸ دفعہ ۵۳ ص ۲۹۶ و باب ۸ دفعہ ۶۰ ص ۳۰۳)
لہٰذا روح حادث ثابت ہوئی۔

رُوح و مادہ۔ زمانہ و خلا کے غیر حادث ہونے پر نو اعتراضات منطقی و علمی

ہم صرف صانع کو قدیم اور غیر حادث مانتے ہیں۔ مگر آریہ لوگ صانع کے علاوہ رُوح و مادہ زمانہ اور مکان یعنی خلا کو بھی قدیم مانتے ہیں۔ دیکھو! عقائد آریہ منتویہ ۱ انادی پدارتھ ص ۳۶۔

اعتراضات:- (۱) کہ سوائے صانع کے دوسروں کو قدیم ماننے سے صانع کی ضرورت نہیں رہتی۔ جب یہ مان لیا جائے کہ علاوہ صانع کے روح و مادہ مع اپنے خواص کے قدیم ہیں تو اتّصال و انفصال بھی منجملہ خواص کے ہے۔ پس ترکیب کے لئے حاجت صانع کی نہیں؟

(۲) جو چیز قدیم ہو۔ اس کی ذات ہی اس کی علت ہے۔ اور جس کی ذات اس کے وجود کی علت ہو۔ اُس میں کوئی نقص نہیں ہو سکتا کیونکہ وجود نقصِ علتِ قاصرہ کا مستلزم ہے اور قدیم میں علتِ قاصرہ ناممکن ہے۔

(۳) یہ کہ استحقاق صانع کے لیے رُوح و مادہ پر تصرف ثابت نہیں۔ کیونکہ یہ دونوں اپنے وجود اور خواص میں اس کے محتاج نہیں تو یہ اُن پر تصرف کیوں کریگا۔ کیونکہ استحقاقِ تصرّف کا باعث مِلک ہے۔ اور مِلک یا خُلق سے یا ورثہ سے یا بیع سے یا ہبہ سے یا کسی پر غلبہ پانے سے پیدا ہوتا ہے۔ خُلق کا عدم معروض ہے اور ورثہ اور بیع اور ہبہ کی شقوق جانب واجب ہیں۔ خود ساقط ہیں۔ باقی رہ گیا غلبہ سے مالک بن جانا، سو اس سے لازمی طور پر ماننا پڑیگا کہ خدا اور انسان کا مفہوم ایک ہے۔ جس طرح ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ پر چڑھائی کر کے ایک مُلک چھین کر اپنی ملکیت میں کرے۔ اسی طرح خدا بھی کرتا ہے۔ حالانکہ انسان اس کے صفات میں قطعاً کسی طرح بھی شریک نہیں۔ پس اس طریق سے کسی چیز کو اپنی مِلک میں لانا گویا انسان کے برابر خدا کو ٹھہرانا ہے اور وہ محال ہے۔

(۴) اگر ایسا ہی مان لیا جائے تو علم ذات باری تعالیٰ ناقص رہیگا۔ اگر خالقِ کُل اسے تسلیم نہ کیا جائے اس لئے کہ کسی چیز کی خُلق سے وہ اسی لئے قاصر ہوگا کہ اسے اس چیز کی خلقی ترکیب معلوم نہیں اور جس چیز کا وہ خالق نہیں اس کے اصلاح و فساد سے بھی وہ باہر نہیں ہو سکتا۔ علی الخصوص جب علیم ذاتِ باری کو نظری

مانا جائے پھر تو ذاتِ باری کو ہر روح اور ذرہ مادہ کی شاگردی کرنی پڑے گی۔

(۵) اگر باعث بعض اشیاء کے عدمِ خلق کا عدمِ قدرت ہے تو قادرِ مطلق سرب شکتیمان صانع نہ رہا۔ اس پر یہ سوال کہ وہ اپنی مثل پیدا نہیں کر سکتا صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ مخلوق کو خالق کی مثل قرار دینا محال ہے اور صانع کا اپنے آپ کو فنا کرنا۔ علاوہ ازیں اور عیوب میں مبتلا کرنا قدرت نہیں کہلا سکتا بلکہ خلافِ قدرت ہے۔

(۶) رُوح اور مخلوق کے عدمِ مخلوق فرض کرنے سے ان کو بَطْشِ شَدِید کرنا ظلم ہے کیونکہ جسکو استحقاق ہے ہی نہیں۔ اس کو استحقاق بَطْش کیسے حاصل ہوا۔

(۷) سوائے واجب کے اور کوئی قدیم نہیں اور ماسوائے اس کی قدرت سے وجود پذیر ہوتے۔ آریوں کی مسلمہ کتب سے ثابت ہے دیکھو حوالہ "پرکرتی کو اپنی قدرت سے پیدا کیا"

(رگوید بھاش بھومکا صفحہ ۸، طبع سوم و منوسمرتی ادھیائے ۱ شلوک ۸)

(۸) زمانہ اگر مقدار فعل کا نام ہے۔ تب زمانہ فعل کی عرض ہوا۔ اور فعل فاعل کا عرض ہوا پس زمانہ مخلوق ہوا۔ اسی طرح خلا سے مراد اگر وہ محل ہے جس میں کچھ نہیں تو موجود نہیں۔ اور اگر خلا اس محل کا نام ہو جس میں کچھ ہو تو وہ حال کی عرض ہے۔ پس حال کے مخلوق ہونے سے محل مخلوق ہوا۔ اور اگر خلا محض فرض کیا جائے تو وہ وجودی چیز نہیں بلکہ عدمی ہے ہماری کلام وجود میں ہے کہ سوائے واجب اور کوئی قدیم نہیں۔ نہ عدم میں۔ کیونکہ عدم اصلی پر موجود کا قدیم ہے۔ الا الواجب تعالیٰ۔ کیونکہ اس کا کوئی عدم نہیں۔

(۹) قرآن شریف جو آخری الہامی کتاب ہے۔ وہ ماسوائے اللہ سب کو مخلوق قرار دیتا ہے جیسے فرمایا۔ (۱) اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (سورۃ الرعد: ۱۷) (۲) خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا (الفرقان: ۳) (۳) رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى۔ (طٰهٰ: ۵۱) (۴) وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ۔ (قٓ: ۳۹) ان آیات میں روح و مادہ وغیرہ ماسوائے اللہ تمام چیزیں آگئیں۔

تناسخ

تناسخ کے معنے ہیں گناہوں اور نیکیوں کے باعث بار بار جنم لینا۔ آریوں کی طرف سے اثباتِ تناسخ کی بڑی اور ایک ہی دلیل انسانوں میں اختلاف کا پایا جانا ہے۔ اس پر مندرجہ ذیل سوال پڑتے ہیں :-

۱۔ ویدوں سے اس کا ثبوت دو۔ کہ تناسخ کا مسئلہ برحق ہے۔ نیز یہ کہ اس کی دلیل اختلاف ہے۔

۲۔ یہ دلیل دلیل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ اختلاف کو دیکھکر یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ پہلے جنم کے اعمال ہیں مثلاً رات کو اگر کوئی جاتا ہو تو اس کے متعلق خیال کیا جائے کہ اس وقت دفاتر۔ ڈاکخانہ جات۔ مدارس اور شفاخانے سب بند ہیں تو یہ شخص اس وقت سوائے چوری کرنے کے اور کہیں نہیں جا رہا۔ تو جیسے یہ خیال

باطل ہے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ کسی اور ضروری کام سے جارہا ہو۔ اسی طرح یہ خیال بھی باطل ہے کہ اختلافِ دُنیا کا باعث پچھلے جنم کے اعمال ہی ہیں۔

۳۔ اگر اختلاف کو دلیل مانا جائے تو پھر چاہیئے کہ جہاں دلیل پائی جائے وہاں دعویٰ بھی پایا جائے اور جہاں اختلاف پایا جائے وہاں پچھلے جنم کے اعمال کا اُسے نتیجہ مانا جائے۔ مثلاً ہم کہتے ہیں کہ خدا میں تین صفتیں پائی جاتی ہیں (ست۔ چت۔ انند) اور رُوح میں (ست۔ چت) اور مادہ میں (ست) ہے۔ کیا ان کا اختلاف بھی پچھلے جنم کے اعمال کی وجہ سے ہے۔ کیا وجہ ہے کہ خُدا ہمیشہ حاکم اور روح ہمیشہ محکوم رہتی ہے۔

دوسری مثال:۔ پھر دیکھو فلکی اجرام میں کوئی سورج۔ کوئی ستارہ۔ کوئی چاند۔ کوئی سیارہ۔ کیا انکا اختلاف بھی وہی وجہ رکھتا ہے؟ یا کوئی اور۔

تیسری مثال:۔ بعض بعض ایسی زمینیں ہیں کہ ان سے ہیرا اور لعل نکلتا ہے اور کسی سے سنگِ خارا اور بعض سے کچھ بھی نہیں۔ کیا اس اختلاف کا باعث بھی پچھلے جنم کے اعمال ہیں۔

۴۔ جونوں کی نوع میں جو اختلاف پایا جاتا ہے۔ مثلاً پھلدار درختوں آم، کھجور اور بمبئی کے آم وغیرہ۔ پھر عرب کے گھوڑے اور ہندوستان کی گھوڑیاں۔ کشمیر کے سیب۔ یوپی کے آم وغیرہ کیا مختلف شہروں کے آموں وغیرہ میں مختلف ذائقہ اور خوبی اسی تناسخ کی وجہ سے ہے یا کسی اور وجہ سے۔ پھر پتھروں کی مختلف قسمیں۔ بعض بہت قیمتی اور بعض بالکل ردی پتھروں میں جونیں جاتی ہیں۔

(ستیارتھ پرکاش باب ۹)

۵۔ آریہ کہتے ہیں کہ مکتی خانہ میں سنسکرت بولی جاتی ہے بلکہ وید کنٹھ ہوتے ہیں مگر جب دُنیا میں آتے ہیں تو وہ بھول جاتے ہیں۔ سوال اس پر یہ ہے کہ اگر وہاں ایسے ازبر ہوتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ یہاں آکر بالکل بھول جاتے اور عقل پر ایسے پتھر پڑ جاتے ہیں کہ کوئی حرف بھی یاد نہیں رہتا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات ہی غلط ہے۔

۶۔ علم طب رائیگان جاتا ہے کیونکہ اگر تمام امراض وغیرہ خدا کی طرف سے ہیں اور لُولا۔ لنگڑا۔ اندھا۔ کانا ہونا کسی پچھلے جنم کے اعمال کے نتیجہ میں ہے تو ہمیں ان کا علاج نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر علاج کریں تو اس میں خدا کا مقابلہ ہوگا۔ کیونکہ خدا تو انہیں سزا دینا چاہتا ہے مگر ہم اس سزا کو دُور کرنا چاہتے ہیں۔

۷۔ آریہ لوگ تناسخ کے مسئلہ کے اس لیے قائل ہیں کہ اگر وہ اُسے نہ مانیں تو وہ جانتے ہیں کہ ہمارا خدا ارواح کو پیدا تو کر سکتا نہیں۔ پس جب رُوحیں محدود اور پرمیشور پیدا کرنے سے عاجز ہے۔ پھر اگر وہ مکتی یافتہ روحوں کو بار بار جونوں کے چکر میں نہ لاتے تو دنیا کیونکر چلے۔ اس طرح تو آہستہ آہستہ تمام ارواح اس کے ہاتھ سے چلے جائیں گے اور وہ خالی ہاتھ ہو بیٹھے گا۔

(دیکھو ستیارتھ پرکاش بؔ دفعہ ۲۳، ۲۴ صفحہ ۳۵۸)

۸۔ مکتی خانہ سے کروڑہا سال کے بعد نکالا جاتا ہے۔ اگر یہ مسئلہ سچا ہوتا تو ہم کہتے ہیں کہ زمین بڑی ہوئی

چاہیئے تھی ورنہ اتنے عرصہ کے لوگ اس پر آ ہی نہیں سکتے۔

۹۔ دُنیا کا کارخانہ جو انواع و اقسام کا بہت بڑے تناسب سے قائم ہے اگر اسے کرموں کا نتیجہ خیال کیا جائے تو پھر یہ بھی ماننا پڑتا ہے کہ ممکن ہے کہ کسی وقت میں تمام مرد عورتیں ہو جائیں یا تمام عورتیں مرد ہو جائیں۔ مگر ایسا ہوتا نہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تناسخ باطل ہے۔

۱۰۔ اگر تناسخ برحق ہے تو آریوں کا یہ دعویٰ کہ پرمیشور بڑا دیالو کرپالو ہے باطل ہے کیونکہ انسان کو جو کچھ مل رہا ہے۔ وہ اس کے پہلے کرموں کا نتیجہ ہے۔ خدا اُسے کچھ دے نہیں سکتا مگر وہی جو اس نے پچھلے اعمال کئے اور اس کا بدلہ اگر وہ کرم نہ کرتے تو وہ کچھ بھی نہ دیتا۔ پس پرمیشور کا ان پر کوئی احسان نہیں اور نہ ہی وہ دیالو اور کرپالو ہے۔ بلکہ مجبور ہے۔

۱۱۔ تناسخ کے ماننے سے دُنیا سے پیار محبت اور اخلاقِ فاضلہ اڑ جاتے ہیں۔ کیونکہ جو کسی کے ساتھ احسان کریگا۔ وہ یہی سمجھے گا کہ مجھے اپنے کرموں کے نتیجہ میں مل رہا ہے۔ دوسرا چاہے اپنی جان و مال، عزت بھی کیوں نہ قربان کر دے۔

۱۲۔ تناسخ کے ماننے سے لازم آئیگا کہ پرمیشور بہت ہی کمزور اور چھوٹی موٹی حکومت کے قابل بھی نہیں کیونکہ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ دارو غہ کے جیل خانہ میں سے کسی کو یہ ہمت نہیں ہوتی کہ اس کے قیدی کوئی بلاتحاشا آزاد کرتا چلا جائے اور وہ دارو غہ جیل چوں تک بھی نہ کرے۔ مگر برعکس اس کے روزمرہ دیکھتے ہیں کہ لاکھوں اور کروڑوں قیدی چھریوں اور بندوقوں کے ذریعہ مسلمان عیسائی اور ہنود آزاد کرتے جاتے ہیں اور کوئی ان کو روکتا تک نہیں۔ پس ایک رُوح ذبح کرنے والے لوگ اور بھیڑیئے۔ شیر اور چیتے وغیرہ تمام ان جانوروں پر جن کو وہ کھاتے ہیں اور اُن کی روحوں کو آزاد کرتے ہیں۔ اُن پر احسان کرتے ہیں اور مسلمان تو بہت ہی احسان کرتے ہیں۔

۱۳۔ منو سمرتی ادھیائے ۱۲ شلوک ۵۵ میں لکھا ہے کہ برہمن کو قتل کرنے کے نتیجہ میں سوّر۔ کُتا۔ گائے۔ بکرا اونٹ۔ بھیڑیا وغیرہ جونوں میں قاتل کو جانا پڑتا ہے۔ اس پر سوال یہ ہے کہ کیا وجہ ہے کہ برہمن کو قتل کر کے ایک تو سوّر بن جائے۔ دوسرا کُتا اور تیسرا بھیڑیا وغیرہ۔ اس کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔ صورت اوّل یہ ہے کہ اختلافِ جون اس لئے ہے کہ نوعیت قتل میں فرق ہے اگر برہمن کو ننگا کر کے مارا جائے تو سوّر۔ اور اگر کپڑے سمیت مارا جائے تو بکرا اور اگر جُوتے سے مارا جائے تو گائے اور اگر اُلٹا کر کے یا درخت پر لٹکا کر مارا جائے تو بھیڑیا اور اونٹ۔ دوسری صورت یہ ہے کہ برہمنوں میں فرق ہے۔ اگر کسی برہمن بچہ کو مارا جائے تو فلاں جون اور اگر جوان برہمن کو مارا جائے تو فلاں جون۔ اور اگر بوڑھے کو مارا جائے تو فلاں جون۔ تو یا یہ اختلاف نوعیتِ قتل کی وجہ سے ہوگا یا نوعیتِ مقتول کی وجہ سے ہوگا۔ تیسری صورت یہ ہے کہ نوعیت قاتل میں فرق ہے۔ قتل کرنے والا بچہ۔ جوان یا بوڑھا ہو۔ یا نوعیت مقتول میں کہ عورت کو مارے یا مرد کو۔ غرضیکہ اس اختلاف کی وجہ بتائیں کیا ہے؟ (نیز ستیارتھ پرکاش ۹ ب دفعہ ۷۴ صفحہ ۳۷۶)

۱۴۔ ہم کہتے ہیں کہ جب ایشور نے ایک انسان کو اس کے اعمال کی وجہ سے سوّر بنایا تو سوّر کے لئے

ضروری ہے کہ وہ گوشت کھائے۔ تو معلوم ہوا کہ تناسخ کے ماننے سے گوشت خوری اور جیو ہتیا ماننی پڑتی ہے۔

۱۵۔ اگر مختلف جونوں میں جانا بطور سزا و جزا ہے اور سزا اصلاح کے لئے دی جاتی ہے۔ تو پھر سزا یا جزا یافتہ روح کو علم ہونا چاہیئے کہ مجھ کو فلاں عمل کی وجہ سے سزا مل رہی ہے تاکہ وہ آئندہ کو اس گناہ سے بچے۔ ورنہ یہ اندھیر نگری والا حال ہوگا۔ کیا کوئی آریہ بتا سکتا ہے کہ وہ اندھا یا کانا یا لنگڑا کس جُرم کی وجہ سے بنایا گیا ہے۔ یا اس کی والدہ یا بیوی کس عمل کی سزا میں عورت بنائی گئی ہے؟ ہرگز نہیں۔

۱۶۔ "میں (خدا) خود ہی یہ کہتا ہوں جو دیوتاؤں یا انسانوں کا پیارا ہوں کہ میں جس کے لئے چاہتا ہوں اُس کو بُرا بناتا ہوں جس کو چاہتا ہوں اُسے برہما بناتا ہوں جس کو چاہتا ہوں رشی بناتا ہوں اور جس کے لئے چاہتا ہوں اُسے عقلمند بناتا ہوں" (اتھروید) اس حوالے سے تناسخ باطل ہوگیا۔ کیونکہ پرمیشور کے اختیار میں ہوگیا۔ اعمال کی ضرورت ہی نہ رہی۔

۱۷۔ سوال :۔ جب اختلافِ دنیا کی وجہ یہ نہیں تو اور کیا ہے؟

جواب :۔ قرآن شریف فرماتا ہے: وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ۔ (الشوریٰ: ۲۸) یعنی ہم نے اختلافِ دُنیا کا اس لئے رکھا ہے تاکہ انتظامِ عالم میں خلل واقع نہ ہو۔ اگر تمام ایک جیسے ہوں تو کبھی کا یہ سلسلہ درہم برہم ہو جاتا۔

۱۸۔ اگر دُنیا کا تمام سلسلہ گناہوں کے سلسلہ پر چل رہا ہے تو پھر پرمیشور سرب شکتیمان کہاں رہا۔ سب کچھ ہمارے گناہوں کے طفیل ہو رہا ہے۔ پھر پرمیشور کی کیا ضرورت ہے؟

۱۹۔ ایشور۔ روح۔ مادہ تین کیوں ہیں؟ اس اختلاف کی کیا وجہ ہے؟

۲۰۔ اگر پرمیشور کے عطیات پچھلے اعمال کے بدلے پر ہی موقوف ہیں تو پھر دیانند جی کا ستیارتھ پرکاش صلّہ ب ۴ دفعہ ۴۳) میں بے نظیر اولاد حاصل کرنے کے لئے یہ طریق جماع لکھنا کہ جب ویرج (منی) گرنے کا وقت ہو اس وقت مرد عورت بے حرکت ناک کے سامنے ناک آنکھ کے سامنے آنکھ یعنی سیدھا جسم رکھیں اور نہایت خوش دل رہیں۔ ہلیں نہیں۔ مرد اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑے اور عورت ویرج حاصل کرنے کے لیے اپان وایو کو اوپر کھینچے جاتے مخصوص کو اوپر سکوڑ کر ویریہ کو اوپر کشش کرکے رحم میں ٹھہرائے وغیرہ وغیرہ استدلال طول طویل آسن لکھنا فضول ٹھہرتا ہے کیونکہ پچھلے اعمال کی بدولت جو کچھ ملنا ہے وہ بہر حال ملتا ہے۔ یہ مفت کی کوشش اور محنت کرنے سے کیا حاصل؟

۲۱۔ بعض گناہ بتاتے گئے ہیں جن سے خاص خاص جونوں میں انسان پڑتا ہے۔ کاش سب گناہ بتا دیئے جاتے کہ فلاں گناہ سے فلاں فلاں جون میں ڈالا جاتا ہے تو ہمیں بہت آسانی ہوتی۔ تاکہ ہمیں جس جیز کی ضرورت ہوتی وہی تیار کروالی جاتی۔ (دیکھو بعض جونوں کے گناہ منوسمرتی ادھیائے ۱۲ شلوک ۵۴ تا آخر)

۲۲۔ اگر تناسخ درست مانا جائے تو خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا انکار کرنا پڑتا ہے۔ اس طرح ماننا پڑیگا کہ خدا ارواح کو پیدا نہیں کرسکتا اور نہ ہی کچھ گناہ معاف کرتا ہے۔ حالانکہ ایک شریف انسان کئی دفعہ قصور معاف کر دیتا ہے۔ گویا در پردہ حضرت خدا کو ایک بھیانک اور کینہ ور ماننا پڑیگا۔

۲۳۔ اگر تناسخ درست ہے تو پھر ماننا پڑیگا کہ انسان جو نیک کام کرتا ہے اُن کا بدلہ نہیں مل سکتا۔ کیونکہ اگر کسی نے ہزار نیکیاں کیں اور ایک بدی کی اور پھر اس بدی کے عوض میں مثلاً کُتے کی جون میں گیا تو پھر وہ درجہ بدرجہ گنہگار ہوتا جائیگا اور آخر کار نجات کا منہ نہ دیکھ سکے گا۔

۲۴۔ ہمیں بتایا جائے کہ مدارِ زندگی کیا ہیں؟ پس ظاہر ہے کہ وہ ہوا۔ پانی۔ آگ۔ کھانا وغیرہ ہیں اور ان کا انسانی پیدائش سے پہلے پیدا ہونا ضروری ہے۔ اگر کہو کہ پہلے پیدا ہوگئی تھیں تو پھر بتلاؤ کہ وہ کن اعمال کے بدلہ میں تھیں۔

۲۵۔ انسان کے رہنے کے لیے جو زمین ہے وہ بھی اس کی پیدائش سے پہلے ہوگی۔ تو پھر وہ کس عمل کے بدلے مانی جائیگی؟

۲۶۔ اللہ تعالیٰ نے جب روح و مادہ کو مرکب کرکے مخلوق پیدا کی تو کیا اس وقت انسان بنایا گیا تھا یا کچھ اور؟ اگر انسان بنایا گیا تھا تو وہ کس عمل کے بدلے میں؟ اگر کوئی اور مخلوق بنایا گیا تھا تو پھر اس کا انسان بننا ایک موہوم بات ہے۔ کیوں کہ اُن میں اعلیٰ کی طرف ترقی کا مادہ نہیں۔

۲۷۔ تناسخ کو مان کر قبول کرنا پڑے گا کہ میوہ جات وغیرہ سب گناہوں کے بدلے میں ہیں۔ تو پھر انکے کھانے کے متعلق آریہ صاحبان کو خود غور کرنی چاہیئے اور نیز اگر کبھی ہند میں کوئی ایسا رشی آجاوے یا تمام ہند وہی ہندو ہوں تو پھر کیا میوے نہیں پائے جائیں گے؟ یا نہ پائے گئے تھے۔

۲۸۔ اگر تناسخ کو صحیح مانا جائے تو گویا ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالےٰ پلیدی اور خباثت کو پسند کرتا ہے۔ نعوذ باللہ۔ کیونکہ تناسخ کے رو سے ممکن ہے کہ ایک آدمی اسی سے شادی کرے جو پچھلی جون میں اس کی والدہ رہ چکی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

آریہ جواب دیتے ہیں کہ رشتہ جسم سے ہوتا ہے۔ جون بدلنے سے رشتہ نہیں رہتا۔ اس پر اعتراض یہ پڑتا ہے کہ سات سال کے بعد یہاں جسم بدل جاتا ہے۔ کیا رشتے سات سال کے بعد نہیں رہتے۔ پھر اگر آریہ جواب دیں کہ نکاح کر لینگے تو اس پر یہ اعتراض پڑتا ہے کہ نکاح تو کر لیا ماں کو ماں کیسے بنائینگے؟

۲۹۔ اگر تناسخ کو درست مانا جائے تو پھر انسان سوشل تعلقات قائم نہیں کر سکتا۔ کیونکہ امکان ہے کہ جو اس کا گھوڑا تھا وہ اس کا باپ ہو اور کسی صورت میں نہ اس کو مار سکتا ہے نہ اس پر سواری وغیرہ کر سکتا ہے۔

۳۰۔ تناسخ کو ماننے سے اللہ تعالیٰ سے ہرگز ہرگز محبت نہیں ہو سکتی کیونکہ انسان کو یقین ہوگا کہ وہ مجھ پر تو کچھ احسان نہیں کریگا۔

۳۱۔ اگر تناسخ مانا جائے تو پھر ایک دفعہ گناہ کرنے کے بعد توبہ کا موقع نہ ملیگا اور وہ گناہ میں زیادہ بڑھتا جائیگا۔ کیونکہ جب انسان مایوس ہو جاتے تو پھر گناہ میں ترقی کرتا ہے۔

۳۲۔ پھر دُعا کرنا فضول ہوگا۔ حالانکہ یہ خلافِ واقعہ ہے۔

۳۳۔ ایک ہی گناہ سے گھوڑا پیدا ہوتا ہے۔ تو پھر چاہیئے تھا کہ تمام گھوڑے ایک قسم اور قد و قامت کے

ہوں حالانکہ عربی گھوڑے اور پنجابی گھوڑے میں فرق بین ہے پس بتایا جاوے کہ یہ اختلاف کن اعمال کا نتیجہ ہیں۔ اگر یہ اعمال کا نتیجہ نہیں تو پھر انسان کا اختلاف کیونکر اعمال کا نتیجہ ہوگیا۔ اسی طرح دیگر حیوانات کے متعلق قیاس کرلو۔

۳۴- طبقہ نباتات میں بھی باوجود ایک گناہ کے اختلاف ہے، جیسے کابلی چنے اور پنجابی چنے اور پھر دیگر نباتات میں اسی طرح ہے۔ اگر یہ اختلاف کسی عمل کا نتیجہ نہیں اور فی الواقعہ بھی نہیں کیونکہ چنا وغیرہ بناتا مطلقاً ایک گناہ سے ہوتا ہے تو پھر انسان کا اختلاف کیونکر اعمال کا نتیجہ ہوسکتا ہے۔ پس ایشور اور روح اور حیوانات نباتات کا اختلاف جب کسی عمل کا نتیجہ نہیں تو کیونکر تسلیم کرلیا جاوے کہ انسان کا اختلاف اس کے اعمال کا نتیجہ ہے۔

۳۵- مندرجہ ذیل اشیاء مدار زندگی ہیں:۔

(۱) ہوا (۲) پانی (۳) سورج (۴) زمین (۵) کھانا وغیرہ

اب ہر ایک چیز کا پیدائش سے پہلے ہونا ضروری ہے کیونکہ دریں صورت زندگی محال ہے جب باقی اشیاء جو مدار زندگی ہیں بغیر اعمال کے ہیں۔ تو پھر کھانا بھی بغیر عمل کے ہوا۔ اور جب زندگی نہ ہوگی تو کھانا کیسے پیدا ہوسکتا ہے۔ جبکہ اس نے کوئی عمل نہیں کیا اور پھر جب تک عمل کرتا ہوگا تو کیا کھاتا ہوگا؟

۳۶- اگر کسی وقت سارے لوگ نیک ہوجائیں اور بدعملیاں ترک کردیں تو پھر کیا آرام ہوسکتا ہے۔ کیونکہ سب آرائش کے اسباب تو بدعملیوں سے پیدا ہوتے ہیں اور جب بدعملیاں نہ ہوں تو آرام مشکل ہے۔ معلوم ہوا کہ مدعیان تناسخ یہ نہیں چاہتے کہ تمام دُنیا نیک ہوجائے۔

لطیفہ:۔ پھر ہم گھوڑے وغیرہ کی جگہ زیادہ آرام کی سواری مثلاً موٹر وغیرہ بنالیں گے۔

احمدی:۔ گھوڑے کی جگہ تو موٹر بنالی۔ لیکن عورت کی جگہ کیا بنالیں گے۔

۳۷- اگر چکر اواگون سزا ہے۔ تو کیوں جرم نہیں بتایا جاتا۔ تاکہ اس سے بچ سکیں۔

۳۸- اگر چکر اواگون کا سزا ہے تو پھر جب گدھا اس کو محسوس نہ کرے یا ہم تم محسوس نہ کریں تو پھر یہ سزا کیسی؟

۳۹- جب پرمیشور نے مثلاً کسی کو بکری کے قالب میں جانے کی تکلیف دی۔ تو پھر ہم اس بکری کو ذبح کرکے اس سزا سے نکال سکتے ہیں۔ تو یہ پرمیشور نے سزا کیسی دی۔ دوسرے پھر گوشت خوری تو اجر اور ثواب کا موجب ہوگی کیونکہ ہم تو اس کو اس کی سزا سے نکالتے ہیں۔

۴۰- انسانی زندگی کا انحصار دو چیزوں پر ہے۔ نباتات وحیوانات اور ظاہر ہے کہ یہ دونوں چیزیں جونوں کے چکر کے نتیجہ ہی میں ملتی ہیں۔ اگر نباتات وحیوانات نہ ہوتے تو دُنیا کا سلسلہ ہی ختم ہوجاتا۔

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

از روئے ویدک دھرم

از مہاشہ محمد عمر صاحب مولوی فاضل

۱- ایشوری گیان حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کی زندگی پاک اور پوتر ہو۔ چنانچہ آریہ سماج کے بانی مہرشی دیانند سرسوتی جی نے ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے کہ چاروں رشیوں پر ہی کیوں وید کا گیان ہوا؟

جواب:- "وہی تمام لوگوں سے اعمال اور اخلاق کے لحاظ سے پاک اور پوتر تھے۔ اس لئے پرماتما نے اُن کو ویدوں کا گیان دیا۔"

پس جو کوئی دعویٰ الہام کرے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کی آتما پوتر اور اس کا جیون پاک وصاف ہونا چاہیئے۔

حضرت مرزا صاحب:- "کون تم میں ہے جو میری سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۵۲ طبع اوّل)

۲- دوسرا معیار:- "جو پربھو کے بھگت اور اس کی سیوا میں لگے رہتے ہیں۔ اُن کا مقابلہ دشمن نہیں کر سکتے۔"

(رگ وید منڈل ۵ سوکت ۷)

لیکھرام کا آپ کے ساتھ مقابلہ کرنا اور مُباہلہ میں مارا جانا۔ گنگا بشن نامی ایک آریہ کا ہلاک ہونا جو پہلے آپ کے مقابلہ پر آیا۔ لیکن پھر ڈر کر کہیں بھاگ گیا۔ مگر خدا نے پھر بھی اس کو نہ چھوڑا۔

۳- تیسرا معیار:- "پربھو جس کا رکھشک (مددگار) ہوتا ہے۔ وہ مضبوط ہوتا ہے اور بل کو پراپت ہوتا ہے۔"

(رگ وید منڈل ۷ سوکت ۳۲ منتر ۱۶)

یعنی خدا تعالیٰ جس کی حفاظت کرتا ہے۔ اس کو کوئی مٹا نہیں سکتا وہ دُنیا میں باوجود مخالفین کے زیادہ ہونے کے دُنیا میں ترقی کرتا جاتا ہے چنانچہ حضرت اقدس علیہ السّلام کے خلاف لوگوں نے کئی منصوبے کئے۔ تاکہ آپ کو قتل کردیں، لیکن خدا نے اس اصول کے مطابق آپ کی حفاظت کی اور آپ کو ان لوگوں کے منصوبوں سے بچالیا۔ چنانچہ لیکھرام کے قتل پر آریوں اور ہندوؤں نے بزور کوشش کی کہ آپ کو نقصان پہنچے اور آپ کے قتل کے منصوبے سوچے گئے، لیکن خدا نے ان میں دشمنوں کو ناکام رکھا۔ جیسا کہ آپ نے "سراج منیر" صفحہ ۲۱ پر مفصل لکھا ہے۔

۴- معیار چہارم:- سانپ، مفتری، ڈشٹ، دوسرے آدمیوں کا مال چُرانے والے کبھی دنیا میں کامیاب

نہیں ہوتے ۔

اِس میں بتایا گیا ہے کہ مفتری اور دُشٹ کبھی دُنیا میں بامراد اور کامیاب نہیں ہوتے ۔ بلکہ وہ تباہ وبرباد ہوجاتے ہیں ۔ ان کا نام ونشان مٹ جاتا ہے ۔ اگر حضرت مرزا صاحب نعوذ باللہ اپنے دعویٰ میں سچے نہ ہوتے تو یقیناً آپ کبھی کامیاب نہ ہوتے ۔

پانچواں معیار :۔ "دھرم ایو ہتو ہنتی دھرمو رکھشتی رکھشا" منو دھرم ادھرمی کو مار دیتا ہے اور دھرمی کی رکھشا کرتا ہے ۔ یعنی جو آدمی دھرم پر ہوتا ہے وہ تباہ وبرباد نہیں کیا جاتا ۔ بلکہ اس کی حفاظت کی جاتی ہے ۔ جیسا کہ حضرت اقدس علیہ السلام اگر دھرم پر قائم نہ ہوتے تو اس اصول کے مطابق یقیناً مٹا دیئے جاتے اور ادھرم ان کا سارا کام تباہ کر دیتا ، لیکن انہوں نے ترقی کی ۔ بخلاف لیکھرام کے کہ وہ چونکہ دھرم پر قائم نہ تھا ۔ اس لئے ادھرم نے اس کو ناکام کرکے مٹا دیا ۔ اور اس کی مدد نہ کی ۔

چھٹا معیار :۔ آپ کی پیشگوئیوں کا پورا ہونا ۔ لیکھرام کے قتل کی پیشگوئی ۔ دیانند کی موت کی پیشگوئی ، آریہ سماج کی موت کی پیشگوئی ۔ دلیپ سنگھ کی پیشینگوئی ۔ تقسیم بنگال ۔ وغیرہ ۔ آریہ سماج کی موت کے متعلق اخبارات میں بہت سے مضامین نکلتے ہیں ۔ وہاں دیکھ لیں ۔

سناتن دھرم

حضرت کرشن علیہ السلام کی آمد کی نشانیاں

(۱) شری کرشن جی خود فرماتے ہیں کہ :۔

"ہے بھارت! جب دھرم کی نیستی اور ادھرم کا دَور دَورہ ہوجاتا ہے تب مَیں اوتار لیتا ہوں۔"

(۲) پھر فرماتے ہیں :۔

"کہ نیک لوگوں کی حفاظت اور بدوں کو نیست و نابود کرنے اور صراطِ مستقیم یعنی دینِ خدا کو قائم کرنے کے لیے ہر ایک یُگ پر میرا اوتار ہوتا ہے۔" (گیتا ادھیائے ۴ شلوک ۷، ۸)

(۳) شری ویاس جی پہلی نشانی مہابھارت کے مصنف مقدس رشی بیان فرماتے ہیں کہ کلجگ کے دَور میں اندھا دھند ادھرمی (بے دینی) کی عملداری رہتی ہے۔ جھوٹ۔ فریب۔ ہتیا (ایذا رسانی) غصہ۔ لالچ۔ کا دَور دَورہ ہوتا ہے۔ انسان کو خراب افعال سے رغبت اور نیک اعمال سے نفرت ہوجاتی ہے۔ جپ تپ (عبادت۔ ریاضت) پوجا پاٹ۔ برت۔ ہون ایسے ایسے تمام نیک کام براہمن تک چھوڑ دیتے ہیں اوروں کا کیا ذکر۔ خوردنی اور ناخوردنی چیزوں کا امتیاز نہیں رہتا۔ چھوت چھات کو واہیات سمجھتے ہیں۔ کھشتریوں کو رعیت پروری سے تنفر ہوتا ہے۔ جرأت اور بہادری کھو بیٹھتے ہیں۔ سنتوں کی خدمتگذاری سے کچھ کام نہیں رہتا۔ دولت ہی کی فکر میں اندھے رہتے ہیں۔ غلہ بے مزہ۔ پھل بے ذائقہ ہوجاتے ہیں۔ کم عمر صاحب اولاد ہوجاتی ہیں۔ آٹھ برس کی عمر میں حمل ٹھہر جاتا ہے۔ درختوں کی بارآوری کم ہوجاتی ہے۔ گایوں کا دودھ گھٹ جاتا ہے۔ اوقاتِ مناسب پر پانی نہیں برستا۔ امساکِ باراں سے قحط عالمگیر ہوتے ہیں۔ ناخن اور بال بڑھا کر لوگ مہاتما بن جاتے ہیں۔ برہمچاری مال خوب مارتے ہیں۔ عورتوں کا چلن بگڑ جاتا ہے۔ خاوندوں کے ہوتے ہوئے نوکروں سے ملتفت ہوتی ہیں۔ مرد حسین بی بی سے محبت نہیں کرتے۔ زنانِ بازاری کو گلے کا ہار بناتے ہیں۔ شراب خانے آباد رہتے ہیں۔ عبادت خانے سنسان۔ جہاں پہلے دھرم تھے وہاں بدفعلیاں اور بدعملیوں کی گرم بازاری رہتی ہے۔" (مہابھارت بن پرب صفحہ ۸۹، ۶۸۶، ۶۸۷)

(۴) جس وقت کلجگ آگیا سمجھ لیجئے کہ دُنیا کی ہوا پلٹ گئی۔ وہ وہ پاپ۔ وہ وہ گناہ ہونگے کہ زمین کانپ اُٹھے گی۔ لڑکے والدین کو بے وقوف سمجھیں گے۔ رضا جوئی فرمانبرداری کیسی؟ عورتیں لڑائی جھگڑے بکھیڑے سے خاوندوں کے ناک میں دم لائیں گی۔ جب اس طرح سے دھرم کا پیالہ چھلکنے کو ہوگا تو بھگوان جی کو تکلیف کرنی پڑیگی کہ کلجگی اوتار میں جلوہ دکھلائیں گے پاپ کی ناؤ ڈوبے گی۔ دھرم کی بیل ہری بھری ہوگی۔ (مہابھارت بن پرب صفحہ ۶۸۹)

(۵) نہہ کلنکی کی طاقتیں غیبی ہونگی۔ طاقت میں بے نظیر۔ عقلمندی میں یکتائے روزگار۔ یوں تو نہ کوئی ہتھیار پاس ہوگا (لڑائی کا اوزار) مگر ایک اشارے میں سب کچھ موجود ہو جائیگا۔ ذات مبارک دھرم کو از سرِ نو زندہ کریگی۔ بدکردار لُچے لقمۂ تیغ اجل ہوجائیں گے۔ دھرم کی خلاف ورزی عذاب میں سمجھی جائیگی۔ (ایضاً صفحہ ۶۹۰، ۶۹۰)